سرور الخاطر

ت گلبن

أولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده

نحمد الله على توفيقه لطبع هذه الترجمة الشريفة السمات

سرور الخاطر بالنسيم العاطر

من العبد الفقير الكثير ملكين ابن السيد حسين علي النظامي الدهلوي للكتاب

غبطة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادر

للشيخ الكامل العالم الفقيه المحدث شيخ الإسلام ابن حجر المكي غفر له

باهتمام مولوي غلام احمد خان در مطبع ... دهلي

مولوی غلام احمد خان بریاں مترجم کتب تصوف مالک مسلم پریس دہلی کی ترجمہ کردہ کتابیں

اس لوح کے صفحات خالیہ میں مولوی غلام احمد خان بریاں مترجم کتب تصوف مالک مسلم پریس دہلی کی چند ترجمہ کردہ کتب درج کیجاتی ہیں شائقین بارسال قیمت نقد یا بذریعہ وی پی مشتہر سے طلب فرمائیں ۔

المشتهر غلام مصطفےٰ خاں خلف الصدق مولوی غلام احمد خاں بریاں مترجم مالک مسلم پریس دہلی ۔

مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت اردو ۔ یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جو اپنی خوبی بیان و نفع رسانی کی وجہ سے سات مرتبہ چھپ چکا ہے اور ابتک پندرہ ہزار جلدیں ہدیہ ہو چکی ہیں خوبی مضامین اسکے ملاحظہ پر منحصر ہے۔ اس نسخہ شریف میں حسب ذیل بزرگان دین رحمہم اللہ کے ملفوظات ہیں ملفوظ حضرت خواجہ عثمان ہارونی ۔ ملفوظ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری ملفوظ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح ملفوظ حضرت بابا صاحب شیخ فرید الدین گنجشکر رح ملفوظ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی دہلوی قیمت عہ

تحفہ سبحانی ترجمہ الفتح الربانی والفیض الرحمانی ۔ ملفوظ مبارک حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی پیران پیر شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس کتاب میں انکے تمام وعظ وغیرہ جمع ہیں جو آپ بطور وعظ جامع مسجد بغداد دربار میں بیان فرماتے تھے جس کے سننے سے ہزار ہا گنہگار ہر مجلس میں تائب ہوتے اور صدہا کفار ایمان لاتے تھے عجب نفع رساں کتاب ہے قیمت عہ

فوائد الفواد اردو ۔ ترجمہ ملفوظ مبارک حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ اس ملفوظ کو حضرت امیر علاء حسن سنجری نے کامل تیس سال کی محنت میں جمع فرمایا تھا یہ وہی ملفوظ ہے جس کے بدلہ میں طوطی ہند امیر خسرو دہلوی اپنی جملہ تصنیفات نظم و نثر اسکے جامع کو مرحمت فرماتے تھے لیکن آپ نے اس گوہر بے بہا کا اپنے نام سے جدا کرنا منظور نہ فرمایا ۔ قابل ملاحظہ کتاب ہے قیمت عہ

کشکول کلیمی اردو ۔ وابستگان سلسلہ عالیہ چشتیہ میں یہ کتاب معروف ہے اس کے مصنف فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی ہیں ۔ طریق و تلقین ذکر و فکر و اقسام مراقبہ و محاسبہ و تزکیہ نفس میں لاجواب کتاب ہے ۔ قیمت ۴ر

اصول السماع عربی مع ترجمہ اردو ۔ از حضرت مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضرت محبوب الٰہی دہلوی قدس سرہ تحقیق مسئلہ سماع میں مستند کتاب ہے قیمت ۶ر

ارشاد الطالبین مع حاشیہ اردو ۔ ہم پلہ کشکول کلیمی ہے از حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رح اس میں اذکار خفی و جلی مراقبہ محاسبہ وغیرہ کی ترکیبیں بیان فرمودہ حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی نہایت وضاحت سے درج ہیں قیمت ۲ر

آداب المریدین اردو ۔ یہ کتاب بزبان عربی حضرت

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الحمید المحمود فی کل حین و آن والمنعم المشکور فی جمیع الدھور والازمان

نحمدہ علی ما وفقنا الذکر اولیائہ ونشکرہ علی ما ھدٰنا الی طریق احبائہ ونصلے علی

رسولہ المجید المصطفٰے احمد المجتبٰے وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین نکتہ شناسان جواہر معانی و باریک بینان رموز سحر بیانی پر واضح ہے کہ اس عرصہ وجود پر اگرچہ ہزارہا مشہور اور نامور ایسے اشخاص عالم ظہور میں آئے کہ جن کے نام نامی و اسم گرامی ہمیشہ ان کی یادگار رہیں گے اور ان کے دلچسپ واقعات اور دلفریب حالات جو اکثر انکے پس ماندگوں نے انکی سوانح کی صورت میں لکھے ہیں۔ پیچھے آنیوالی نسلوں کے واسطے گویا انہی کی صحبت کا کام دیں گے اسلامی دنیا کے مقدس اور مشہور متقدمین بزرگوں میں جو ہم نظر دقیق سے دیکھتے ہیں تو قبولیت عام حاصل کرنے اور متفق علیہ ہونے میں اپنے مقصود الذکر کے ہم پلہ بہت کم بزرگوں کو پاتے ہیں لہذا ہمکو

ضروری ہوا کہ انکے مقدس حالات میں اپنے وقت کو سعادت دارین سمجھ کر صرف کریں

رہبر گمراہان شریعت مرشد سالکان طریقت سراج عرفا حقیقت آفتاب

درخشندہ سماء معرفت سید الکاملین شیخ العالمین حضرت شیخ سید

عبد القادر جیلانی رضہ

آپ کے نام نامی و اسم گرامی سے کون مسلمان ہے جو واقف نہیں آپ کی صولت

آپ کا دبدبہ کس پر پوشیدہ ہے آپکے حالات میں اگرچہ بہت سی کتابیں تصنیف

ہوئی ہیں اور متقدمین و متاخرین نے اس خدمت کو باعث برکت سمجھ کر بہت خوبی

سے انجام دیا ہے چنانچہ شیخ الاسلام قاضی القضاۃ حضرت شیخ ابن حجر مکی نے جن کے

علم و فضل کے کل علما معترف ہیں ایک کتاب موسوم بغبطۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبد القادر

تصنیف کی زمانے کے انقلاب سے یہ کتاب بہت نایاب تھی اب بعد انتظار بسیار

الحمد للہ کہ کلکتہ میں طبع ہوئی مگر چونکہ عربی تھی لہذا اس عاجز نے بموجب ارشاد جناب

عنایت و کرم فرمائے قدیم صاحب الحسنات والبرکات مولوی غلام احمد خانصاحب

برکیاں کے اپنے ابنا ہند کی ہمدردی کے واسطے زبان اردو میں ترجمہ کر کے ہدیہ ناظرین کیا

وکان ذلک فی تاریخ التاسع عشر من شہر الجمادی الثانی ۱۳۲۱ھ الف و ثلثمائۃ

واحد عشرین من الھجرۃ علی صاحبہا الوف الصلوات والتحیۃ

آمین

سید علی نظامی ہمشیرہ زادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی قدس سرہ

دیباچۂ مصنف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ القادر علی تصریف مرادہ فی تشریف اھل ودادہ تفضیل

بعض خلقہ علی بعض درجات وھو القاھر فوق عبادہ واشھد ان لا الہ الا اللہ

وحدہ لا شریک لہ شھادۃ حق ترفع قدر من نصب نفسہ فی خدمتہا الی ان تجرہ الی جنت

النعیم یوم معادہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی کان فی البعث خاتم الانبیاء

ویوم البعث فاتح ابواب الجنان لدخول اولیائہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ اھل

ودادہ۔ **اما بعد** یہ ایک مختصر رسالہ بطور تعلیق کے میں نے حضرت شیخ مشائخ زماں

عبد القادر گیلانی کے حالات میں لکھا ہے کیونکہ میں نے بعض ایسے اشخاص کی درخواست

کو قبول کر لیا تھا کہ جن کی درخواست کا پورا کرنا اور ان کی مرغوب شے کا حاصل کرنا ضروری

ہے میں نے اس رسالہ کو آٹھ بابوں پر جنت کے دروازوں کی گنتی کے موافق مرتب کیا

ہے اور میں نے اسکو ذخیرہ قرار دیا ہے تاکہ یہ بسبب انکی برکت کے میرے واسطے[1] ایک ذخیرہ

---

[1] ذخیرہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ہماری ضرورت ہوتی ہے۔

چیز ہے سپر کا کام دے۔ خدا ہی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی میرا مددگار ہے اور میں محض اُسی سے دعا کرتا ہوں کہ مجکو خطا سے محفوظ رکھے۔ لا الہ الا ھو علیہ توکلت والیہ انیب ط

پہلا باب

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے نسب اور آپ کی پیدائش کے بیان میں

شیخ نور الدین صاحب بہجۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ مجکو ابو المعالی احمد اور محمد نے خبر دی ہے جو بیٹے ہیں علی بن محمد بن عبدالرزاق بن عیسے ہلالی بغدادی کے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہمکو قاضی ابو صالح نصیر بن عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر نے کہ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح موسے جنگی دوست بن عبداللہ بن یحیے زاہد بن محمد بن داود بن موسی بن عبداللہ بن موسی بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ عبدالرزاق شیخ کے صاحبزادے معتبر بزرگ ہیں اور ان کے فرزند ابو صالح نصیر بھی معتبر مستند لوگوں میں سے تھے اور بالتحقیق ہم کو ان سے روایت پہونچی ہے کیونکہ ان کی پیدائش کا ذکر بہت بڑا ہے۔ ابن نجار نے کہا ہے کہ حضرت شیخ سنہ ۴۷۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور باقی مورخین جن کا ذکر ہم کر چکے کہتے ہیں کہ سنہ ۴۷۰ میں یا اس کے بعد کے سنہ میں پیدا ہوئے ہیں

حضرت شیخ سے کسی نے آپ کی پیدائش کا حال دریافت کیا آپ نے فرمایا مجکو معلوم نہیں ہاں میں جب بغداد میں آیا تھا تو میری عمر اٹھارہ سال کی تھی اور وہ وہ سال تھا کہ جس میں

تیمی یعنی شیخ الحنابلہ کی وفات ہوئی ہے، اوران کی وفات جمادی الاول کے
مہینہ ۵۴۶ھ ہجری میں واقع ہوئی ہے،
حضرت شیخ کی والدہ شریفہ کا نام فاطمہ اور کنیت ام الجبار تھی اور لقب ام الخیر
یونہی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ کی والدہ مقدسہ خیر وصلاح سے پورا حصہ رکھتی تھیں،
ابو سعید ہاشمی کہتے ہیں کہ ان کاموں میں وہ ثابت قدم تھیں اور شیخ زاہد ابی عبداللہ
صومعی کی صاحبزادی تھیں خیر وصلاح کے ساتھ ان کی تعریف کی جاتی تھی شطنوفی نے
بطور سند کے شیخ عارف محمد دریائی قزوینی کے طریق سے بیان کیا ہے وہ کہتے
ہیں کہ صومعی بزرگترین مشائخ سے تھے جن سے میں نے ملاقات کی ہے اور مستجاب الدعوۃ
اور روسار مشائخ گیلان سے تھے جب کسی پر غصہ ہوتے تھے تو ان کے غصہ کا اثر اس
میں جلد سرایت کر جاتا تھا اور یہ صاحب کرامات تھے اور اس نسب کو موسے یونہی
نے ذکر کیا ہے
شطنوفی نے شیخ مفرح بن شیخ شہاب سے ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس مبارک میں حاضر تھا اور اسوقت آپ کلام فرما
رہے تھے کہ یکایک آپ کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے، اور آپنے فرمایا کہ میری والدہ
کا انتقال ہو گیا شیخ مفرح کہتے ہیں کہ ہم نے اس واقعہ کو لکھ لیا، پھر ایک مدت کے بعد
خبر آئی کہ ان کا انتقال اسی وقت اسی ساعت میں ہوا تھا اور حضرت کے بھائی
نے عین عالم شباب میں انتقال فرمایا اور حضرت شیخ کے والد آپ کو صغیر سنی ہی

کے عالم میں چھوڑ کر عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے تھے آپ کی پرورش آپ کی والدہ سے انجام کو پہونچی،

شطنوفی نے نصیر بن عبد الرزاق سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکابر مشائخین عرب و عجم سے سنا ہے وہ اپنے باپوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں اپنی والدہ شریفہ کی چھاتی مبارک سے دودھ نہیں پیا۔ اور ایک دوسرے طریق سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ چاند پر ابر آگیا تھا، لوگوں نے حضرت کی والدہ شریفہ سے دریافت کیا انھوں نے فرمایا کہ آج انھوں نے دودھ نہیں پیا۔ پھر معلوم ہوا کہ اس روز چاند ہوگیا تھا اور وہ دن رمضان شریف کا تھا،

شطنوفی کہتے ہیں شہر میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ اشراف[۱] میں ایک بچہ ایسا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا حضرت کی ایک پھوپی تھیں جن کا اسم گرامی عائشہ تھا یہ بڑی نیک بخت تھیں۔

فصل حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے حلیہ اور صفت کے بیان میں،

شیخ موفق کہتے ہیں کہ حضرت کا بدن نحیف۔ قد میانہ۔ سینہ چکلا۔ ریش مبارک دراز و عریض۔ رنگ گندم گوں۔ بھویں متصل۔ آواز دراز۔ اور خصلتیں پاکیزہ تھیں ابراہیم بن سعد داری سے مروی ہے کہ حضرت علماء کا لباس پہنتے تھے جبکا کپڑا

[۱] تیرہ زمانہ میں اشراف سادات حسنیہ کا لقب تھا چنانچہ شریف سنی سید کو کہتے ہیں ۱۲۔ یٰسین علی

طیلسانی ہوتا تھا اور خچر پر سوار ہوتے تھے،

دوسرا باب

حضرت کے پرورش پانے اور علوم شرعیہ میں مشغول ہونے اور پھر زہد کے طریقے میں تشریف لانے کے بیان میں

ابن نجار نے اپنی سند سے جو ان کی طرف آئی ہے کہا ہے کہ مجکو لکھا ابو محمد عبد اللہ بن ابی الحسن بجائی نے اور میں نے انکے خط سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے ایک مرتبہ میری والدہ نے ارشاد کیا کہ تم بغداد جاؤ وہاں جاکر طالب العلمی کرو. فرماتے ہیں کہ پھر میں گھر سے نکلا اور شہر بشہر پھرنے لگا، اسوقت میری عمر کوئی سولہ سال کی یا اٹھارہ سال کی ہوگی، اور میں علم پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔

محمد بن قائد اوانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ آپنے اپنے کام کی بنا کس چیز پر ڈالی۔ آپنے فرمایا سچ بولنے پر کیونکہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ نہ اسوقت جبکہ میں کاتبوں میں تھا۔ اور پھر مجھ سے فرمایا کہ میں جب چھوٹا سا تھا تو میں اپنے شہر سے عرفہ کے روز جنگل کی طرف نکلا اور ایک بیل کے پیچھے جو ہل چلانے کے واسطے تھا چلا اس بیل نے میری طرف موںھ کر کے کہا اے عبد القادر تم اس واسطے نہیں پیدا کئے گئے ہو اور نہ اس کام کو حکم کیا گیا ہے راوی کہتا ہے کہ اس کہنے سے

میں گھبرا کر گھر چلا آیا۔ اور چھت پر چڑھ گیا لوگوں کو دیکھا کہ عرفہ میں کھڑے ہوئے
ہیں۔ پھر میں اپنی والدہ شریفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ مجکو خدا
کے واسطے بخشدیں۔ میں یہ مناسب دیکھتا ہوں کہ بغداد جاؤں اور علم پڑھنے میں مشغول
ہوں اور صالحین کی زیارت کروں تو والدہ نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا میں نے
سارا قصہ عرض کیا وہ روئیں اور فرمایا کہ میرے پاس اسّی دینار ہیں جو تمہارے باپ
کی میراث کے پہونچے تھے پھر اس میں سے چالیس انھوں نے میری بغل کے نیچے
میری گدڑی میں سی دیئے اور مجکو جانے کا حکم دیا اور سچ بولنے پر عہد لیا کہ ہر حال
میں اور ہر وقت میں سچ بولنا۔ اور وہ مجکو رخصت کرنے کے واسطے نکلیں اور فرمایا
کہ اے میرے بیٹے جا میں تجھے اللہ کے واسطے رخصت کرتی ہوں اور حضرت کے
منہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس منہ کو میں قیامت تک نہ دیکھوں گی۔ پھر میں ایک چھوٹے
سے قافلہ کے ساتھ بغداد کی تلاش میں روانہ ہوا جب ہم لوگ ہمدان سے آگے بڑھے
تو ایک میدان میں پہونچے وہاں ہم پر ساٹھ قزاقوں نے حملہ کیا اور تمام قافلہ کو لوٹ
لیا مگر مجھ سے کسی نے کچھ تعرض نہ کیا جب میرے پاس قزاق آتا مجھ سے کہتا کہ اے
فقیر تیرے پاس کیا ہے میں کہتا تھا چالیس دینار ہیں وہ کہتا کہاں ہیں میں کہتا یہ
میری بغل کے نیچے میری گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ وہ سمجھتا کہ ہنسی سے کہتے ہیں پھر دوسرے
نے آکر پوچھا اسکو بھی میں نے یہی جواب دیا وہ بھی مجکو چھوڑ کر چلا گیا اور وہ دونوں
اپنے سردار کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس واقعہ کی اسکو خبر کی اور جو مجھ سے گفتگو ہوئی

تھی وہ سب اسکو سنائی اس نے کہا کہ تم اس فقیر کو میرے پاس لے آؤ وہ مجکو
وہاں لے گئے میں نے دیکھا کہ وہ ٹیلہ پر بیٹھے ہوئے آپس میں مال تقسیم کر رہے ہیں
اس سردار نے مجھ سے کہا تیرے پاس کیا ہے میں نے کہا کہ چالیس دینار ہیں اس نے
کہا کہاں ہیں میں نے کہا میری گدڑی میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں اس
نے میری گدڑی کے اُدھیڑنے کا حکم دیا جب اسکو ادھیڑا تو وہی چالیس دینار اس میں
برآمد ہوئے، تب اس نے مجھ سے کہا کہ تمکو اس سچ بولنے پر کس نے آمادہ کیا میں نے
کہا میری ماں نے مجھ سے سچ بولنے پر عہد لیا تھا۔ لہذا میں نے جو اُن سے عہد کیا ہے
میں اس سے خیانت نہیں کر سکتا (یہ سن کر) وہ رویا اور کہا کہ تم تو اپنی ماں کے عہد
میں خیانت نہیں کر سکتے اور مجکو آج اتنے برس ہو گئے کہ میں خدا کے عہد میں خیانت
کر رہا ہوں پھر اس قزاق نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اسکے ساتھیوں نے کہا کہ تم تو ہم
سب سے لوٹ مار میں مقدم تھے تو اب توبہ میں بھی ہم سے مقدم ہو اور اُن سب نے
میرے ہاتھ پر توبہ کی اور اہل قافلہ سے جو کچھ انھوں نے چھین لیا تھا وہ سب اُن کو
واپس دیدیا یہ لوگ میرے ہاتھ پر سب سے پہلے توبہ کرنیوالے تھے،

عبداللہ سلمی کہتے ہیں میں نے حضرت شیخ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ایک دفعہ
کئی روز گذر گئے اور میں نے کچھ نہ کھایا تھا اور اسوقت میں محلہ قطعیہ شرقیہ میں بیٹھا ہوا
تھا کہ ناگہاں ایک شخص میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا ہتیلی کی وضع کا دیکر چلا گیا
میں نے اسکو لیجا کر ایک بقال کو دیدیا اور اس سے کچھ پوری حلوا لیکر مسجد سفرہ میں آیا

جسمیں میں سبق گردانے کیواسطے تنہا بیٹھا کرتا تھا اور اُس کو محراب میں رکھ کر میں
سوچنے لگا کہ اسکو کھاؤں یا نہیں اتنے میں میری نگاہ ایک لپیٹے ہوے کاغذ پر جا
پڑی جو دیوار کی درز میں اُڑسا ہوا تھا میں نے اسکو نکال کر دیکھا اس میں یہ لکھا ہوا
تھا۔ خداوند تعالی نے پہلی کتابوں میں فرمایا ہے کہ قوی لوگوں کو خواہش نفس
کی چیزوں سے کیا کام میں نے خواہش کی چیزوں کو ضعیفوں کے واسطے پیدا کیا ہے
تاکہ وہ اُن کے باعث سے میری طاعتوں پر مدد حاصل کریں میں نے یہ دیکھکر
رومال کو اٹھا لیا۔ اور جو کچھ اس کے اندر تھا اسکو وہیں چھوڑ دیا اور دور کعتیں پڑھکر
چلا آیا طلحہ بن مظفر العلثیؒ کہتے ہیں مجھ سے شیخ نے فرمایا کہ میں اپنے شروع حال میں
بیس روز بغداد میں رہا میرے پاس کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس سے میں گذارہ کرتا
اور نہ میں کوئی مباح چیز پاتا تھا اس سبب سے میں ایک روز کسرے کے ٹوٹے ہوئے قلعہ
کی طرف گیا وہاں میں نے ستر نیک آدمیوں کو دیکھا کہ ہر ایک اُن میں سے وہی تلاش
کرتا ہے کہ جس کی مجھکو جستجو ہے میں نے اپنے دل میں کہا مروت کے یہ بات خلاف ہے کہ
میں اُن کے مزاحم حال ہوں اور پھر میں بغداد میں واپس چلا آیا وہاں مجھ سے ایک شخص نے
ملاقات کی جو میرے شہر کا رہنے والا اور مجھکو پہچاننے والا تھا۔ اور اس نے مجھکو کچھ سونے
کے ٹکڑے دیئے اور کہا کہ یہ زر تمہاری والدہ نے تمہارے واسطے بھیجا ہے میں نے
اس میں سے ایک ٹکڑا اپنے واسطے رکھا اور باقی ٹکڑے اس پرانے قلعہ میں لیگیا
جہاں وہ ستر آدمی تھے اور اسکو انپر تقسیم کر دیا وہ لوگ پوچھنے لگے یہ کیا ہے میں نے یہ کہا یہ میری

ماں کے پاس سے آیا ہے میں نے یہ مناسب نہ جانا کہ میں تن تنہا ہی اسکو کام میں لاؤں۔ پھر میں نے شہر میں آکر اس ٹکڑے کا جسکو اپنے واسطے رکھا تھا کھانا خریدا اور فقراؤں کو بلاکر انکے ساتھ کھانا کھایا۔ چنانچہ اسیوقت وہ سب خرچ ہوگیا اور میرے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔ میری والدہ میرے ملنے کی بہت مشتاق تھیں اور مجکو اشتیاق آمیز خطوط بہت لکھتی رہتی تھیں اور اظہار شوق کیواسطے اپنے بال کترکے خط میں رکھدیتی تھیں میں جواب میں لکھدیتا تھا کہ آپ اگر مناسب سمجھیں تو میں طالب العلمی چھوڑ دوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو وہ لکھتیں کہ نہیں تم تحصیل علم مت چھوڑو میں نے اپنا یہ قاعدہ مقرر کر رکھا تھا کہ مشائخین کی خدمت میں علم فقہ کا سبق لے کر صحرا کو چلا جاتا تھا اور بغداد میں ٹھکانہ نہ کرتا تھا بلکہ وہیں جنگل میں خرابات کے اندر پڑا رہتا تھا کمبل کا کرتہ میرے بدن پر اور سر پر ایک چھوٹا سا کپڑا اور میں ننگے پیروں کانٹوں اور کنکروں وغیرہ میں چلتا تھا اور جو کبھی میرا نفس خواہشوں کی چیزوں میں سے کسی چیز کی خواہش کرتا تھا تو میں اسکو خوب جھڑک دیتا تھا۔ اور کھلے ہوئے میدان کی تلاش میں ایک درے میں سے دوسرے درے میں چلا جاتا تھا۔ اسی عرصہ میں میں ایک روز چلا جارہا تھا کہ میری نگاہ ایک رقعہ پر پڑی جو راستہ میں پڑا ہوا تھا میں نے اسکو کھول کر دیکھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا قوی لوگوں کو خواہش کی چیزوں سے کیا واسطہ میں نے خواہش کی چیزوں کو ضعیفوں کے واسطے بنایا ہے تاکہ وہ ان سے قوت حاصل کرکے اپنے رب کی عبادت میں کوشش کریں جب میں اس رقعہ کو پڑھ چکا فوراً وہ

خواہش میرے دل سے دور ہو گئی۔

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں خرنوب[1] کے درخت سے جو خار دار ہوتا ہے اور قمامہ[2] کے ساگ سے اور کاہو کے پتوں سے جو نہر کے کنارے پر ہوتا ہے گذارہ کرتا تھا اور جب بغداد میں کال پڑا ہے تو مجکو کتنے ہی روز گذر گئے تھے کہ میں نے کچھ نہ کھایا تھا اور ان دنوں میں اکثر میں محض خود رو نباتات ہی پر قناعت کرتا تھا۔ ایک دن میں بھوک کی زیادتی کے سبب سے نہر کیجانب چلا تا کہ کچھ کاہو وغیرہ کے پتے لا کر کھاؤں۔ وہاں جا کر جو دیکھا تو ایک پتہ کا بھی پتہ نہیں لوگ مجھ سے پہلے ہی صفایا کر گئے ہیں اور جو کہیں کوئی درخت معلوم ہوتا ہے۔ تو اسکو ڈھیروں آدمی چپے ہوئے ہیں میں نے یہ حالت دیکھکر مناسب سمجھا کہ ان لوگوں کے مزاحم حال نہ ہوں۔ واپس شہر میں چلا آیا بھوک کے مارے حالت بہت خراب تھی ایک مسجد میں جو مشہور بمسجد یسین تھی گیا۔ کھڑا نہ رہ سکا لاچار بیٹھ گیا۔ پھر اس کے ایک کونے پر چڑھ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا موت قریب ہے۔ اتنے میں ایک شخص عجم کا رہنے والا روٹی اور سالن اپنے ساتھ لئے ہوئے آیا اور وہاں بیٹھ کر کھانے لگا۔ میرا بھوک سے یہ حال تھا کہ جب وہ لقمہ اٹھا کر منھ کی طرف لیجاتا تھا تو قریب ہوتا تھا کہ میں اپنا مونہ کھولدوں۔ پھر مجکو اپنی یہ حالت بہت ناگوار معلوم ہوئی اور میں نے کہا کہ یہ کیا حالت ہے خیر وہی ہے جو خدا نے حکم کر دیا اتنے میں اس عجمی نے میری طرف منھ کر کے کہا کہ آؤ بھائی بسم اللہ کرو۔ میں نے

---

[1] ایک جنگلی درخت ہی کانٹوں وار پھل اسکا شل سیب کے ہوتا ہے [2] ایک قسم کی جنگلی گھاس ہے ۱۲

اپنے نفس کی مخالفت کیواسطے انکار کیا اس نے مجکو قسم دلائی تب میرے نفس نے اُس کی دعوت کو قبول کرلیا مگر میں نے خواہش سے کم کھایا۔ وہ شخص مجھ سے پوچھنے لگا تمہارا یہاں کیا شغل ہے اور تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا میرا شغل تو یہ ہے کہ میں علم فقہ پڑھتا ہوں اور وطن میرا گیلان ہے اس نے کہا کہ میں بھی گیلان ہی کا رہنے والا ہوں تم ایک جوان کو جانتے ہو جنکا نام عبدالقادر گیلانی ہے اور مشہور ہیں وہ شیخ عبداللہ زاہد صومعی کے نواسے ہیں میں نے کہا میں ہی ہوں۔ میرے یہ کہتے ہی وہ شخص بہت مضطرب ہوا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور کہنے لگا بھائی میں جب بغداد میں پہنچا ہوں تو میرے پاس تمہارے واسطے خرچ تھا میں نے تمکو بہت دریافت کیا کسی نے مجکو تمہارا پتہ نہ بتایا میرا خرچ جو تھا وہ ہو چکا اور تین روز مجکو فاقے گذر گئے میں نے سوچا کہ تین روز کے بعد تو شرع شریف نے مردار اور حرام چیز کو بھی حلال کر دیا ہے لاچار میں نے اس تمہاری امانت میں سے یہ روٹی اور شوربا خریدا تم اسکو خوب اچھی طرح سے کھاؤ کیونکہ یہ تمہارا ہی مال ہے اور میں تمہارا مہمان ہوں اگرچہ ظاہر میں یہ میرا ہے اور تم میرے مہمان ہو۔ میں نے اس شخص سے اس واقعہ کی تشریح پوچھی اس نے کہا آپ کی والدہ نے میرے ہاتھ آپ کو آٹھ دینار بھیجے ہیں اور قسم ہے خدا کی کہ میں نے بجز آج کے اور کسی روز اس میں خیانت نہیں کی جسکا میں یہ کھانا خرید کر لایا تھا اور میں آپ سے اس کی معافی چاہتا ہوں میں نے اُن کو دلاسا دیا اور خوش کر کے تھوڑا سا سونا انکو دیدیا اور کہا کہ ہلو تم

اپنے خرچ میں لاؤ اس نے قبول کیا اور چلا گیا۔

طلحہ بن مظفر علثی کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شیخ نے فرمایا میں ایک روز صحرا میں ایک جگہ بیٹھا ہوا فقہ کی گردان کر رہا تھا اور اسوقت میں مجھپر فقر کی بہت شدت تھی تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا جسکا جسم مجھے نظر نہ آیا کہ تم قرض لیلو تاکہ پڑھنے میں تمہاری مدد ہو میں نے کہا میں فقیر ہوں میرے پاس رکھا کیا ہے کہ جس سے میں ادا کرونگا میں قرض کیسے لوں اس کہنے والے نے کہا تم قرض تو لو پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے فرماتے ہیں پھر میں ایک سبزی فروش کے پاس آیا جو ساگ بیچ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کیوں بھئی تم مجکو اس شرط سے قرض دیسکتے ہو کہ جب مجکو خدا دیگا تو میں تمھیں ادا کرونگا۔ اور جو میں مرگیا تو وہ مجکو معاف ہے، فرماتے ہیں میرے یہ کہنے سے وہ سبزی فروش رو یا۔ اور کہا اے سردار میں تمہارے حکم کا تابعدار ہوں جو چیز تم کو میری چیزوں میں سے درکار ہو لے لیجئے چنانچہ میں اس سے ہر روز روٹی اور کچھ ساتھ کو لے لیتا تھا غرضکہ ایک مدت تک یہی معاملہ رہا پھر میں اپنے دل میں ایک روز بہت شرمندہ ہوا کیونکہ میں نے اتنی مدت میں اسکو کچھ نہ دیا تھا۔ ناگہاں ایک کہنے والے کی میں نے آواز سنی کہتا ہے کہ فلانی جگہ جا اور وہاں اس زمین پر جو چیز رکھی دیکھے وہ سبزی فروش کو دیدینا اور اپنا قرض ادا کر دینا۔ میں جب اسجگہ آیا تو دیکھا کہ اس پر ایک سونیکا بہت بڑا ٹکڑا رکھا ہوا ہے میں نے اسکو اٹھا لیا اور سبزی فروش کو دیدیا

طلحہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شیخ نے فرمایا بغداد میں ایک جماعت علم دین حاصل

کرتی تھی جب غلہ کا موسم آتا تھا تو سب اوستار کی طرف چلے جاتے تھے مجھ سے بھی کہنے لگے کہ تم بھی یعقوبا کی طرف چلو وہاں سے کچھ ہاتھ آئے گا میری بھی حالت تنگدستی کی تھی۔ میں بھی انکے ساتھ چلا۔ یعقوبا میں ایک شخص بہت صالح رہتے تھے، جنکو شریف یعقوبی کہتے تھے میں انکی زیارت کو گیا۔ انھوں نے فرمایا صالح لوگ کسی سے کچھ نہیں مانگتے چنانچہ پھر میں کبھی اس قصد سے نہیں نکلا۔ فرماتے ہیں میں علم کے پڑھنے میں مشغول تھا اور صالحین کی زیارت کیا کرتا تھا۔ پھر میرے نفس نے مجاہدہ کو پکڑا اور وصال میرے اوپر ایسا غالب ہوا کہ مجکو رات دن جنگل میں بسر کراتا اور میں جب نکلتا تھا۔ موہنہ کے بل گر پڑتا تھا۔ چنانچہ ایک شب کو جو مجھے چلانے والے نے چلایا۔ اور میں نے ایک چیخ ماری جسکو قزاقوں نے سنا جو شہر کے گرداگرد پھرا کرتے تھے کہ جو کوئی انکو مل جائے اسکا مال و اسباب چھین لیں وہ سب کے سب میرے اوپر جمع ہو گئے اور مجکو پہچان کر کہنے لگے کہ یہ تو عبدالقادر دیوانہ ہے جس نے ہمکو گھبرا دیا خدا اسکو بھلائی سے نہ یاد کرے،

فرماتے ہیں کہ مجکو جنون ہو گیا تھا اسی باعث سے مجکو لوگ بیمارستان میں لیگئے وہاں مجھپر ایسا حال وارد ہوا کہ میں مر گیا اور میرا کفن وغیرہ بھی آ گیا۔ اور مجکو نہلانے کیواسطے تختہ پر ڈالا اتنے میں میری آنکھ کھل گئی اور میں کھڑا ہو گیا۔ پھر میرے

سلہ نام مقام سلہ یعقوبا ایک گاوں کا نام ہے بغداد کے قریب ۱۲ سلہ یہ ایک کلمہ وقت جدوع کام کے کہا جاتا ہے جس سے مطلب تحقیر ہوتی ہے ۱۲ سلہ یعنی لوگوں نے مجھے مردہ سمجھ لیا۔ ۱۲

دل میں خیال آیا کہ بغداد سے میں چلا جاؤں کیونکہ یہاں بہت فتنہ ہے اور میں یہ
سوچکر اپنے قرآن شریف کو مونڈھے پر لٹکا کے باب خلیفہ کی طرف چلا تاکہ اس میں سے
نکلکر چلا جاؤں وہاں مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہاں جاتا ہے اور مجھکو پیچھے کو
ایک ایسا دھکا دیا کہ میں پیٹھ کے بل گر پڑا اور مجھ سے کہا کہ چلا جا لوگوں کو تجھ سے
نفع حاصل کرنا ہے میں نے کہا میرے اوپر خلقت کا کیا حق ہے میں اپنے دین
کی سلامتی چاہتا ہوں اُس نے کہا تیرے دین کی سلامتی اسی میں ہے اور میں نے اس
کہنے والیکے جسم کو نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں پھر میرے اوپر حالات غالب ہوئے اور
مشکل امور پیش آئی۔ میں نے خداوند تعالی سے تمنا کی کہ میرے اوپر مشکلوں کو آسان
کرے اور کھولدے جب دوسرا دن ہوا تو میں مظفریہ[لہ] کی جانب گزرا وہاں ایک شخص
نے دروازہ کھولا اور مجھ سے کہا اے عبد القادر میں انکے پاس جا کر کھڑا ہوا مجھ سے
کہا تم کل رات کو کیا تمنا کر رہے تھے میں چپ ہو رہا اور کچھ جواب دیسکا وہ غیظ میں
آگئے اور دروازہ کو ایسے جھٹکے سے بند کیا کہ تمام خاک میرے اوپر آپڑی میں وہاں سے
چلا جب تھوڑی دور پہنچا تب مجھکو یاد آیا کہ میں نے اللہ سے مانگا تھا اور یہ آدمی صالحین
میں سے معلوم ہوتے ہیں پھر میں اس دروازے کی تلاش میں الٹا پھرا مگر اس دروازہ
کو نہ پہچان سکا میرا دل بہت پریشان ہوا آخر معلوم ہوا کہ وہ شیخ حمادؒ دباس تھے
پھر میں نے انکو پہچانا اور ان کی صحبت میں رہا انھوں نے ان سب مشکلات کو حل کر دیا

لہ بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے ۱۲ منہ

میں جب ان کے پاس سے غائب ہو کر فقہ حاصل کرنے چلا جاتا تھا تو وہ فرماتے تھے تم کو
یہاں کون لایا ہے تم فقیہہ ہو فقیہوں میں جاؤ میں خاموش ہو رہتا تھا ایک روز جمعہ کا دن
تھا بغداد سے جمعہ کی نماز کیواسطے جامع رصافہ کو چلے اور شیخ کے سارے ساتھی انکے ساتھ تھے
سردی بہت سخت تھی جب نہر کے پل پر پہنچے مجکو نہر میں دھکا دیدیا میں نے کہا بسم اللہ یہ
تو جمعہ کا غسل ہے میں ایک اونی جبہ پہنے ہوئے تھا اور اسکی آستین میں چند اجزا تھے۔
میں نے آستین کو بلند کر لیا تاکہ وہ اجزا نہ بھیگیں اور شیخ مجکو اکیلا چھوڑ کر چلدیئے میں
جبہ کو نچوڑتا اور ان کے پیچھے ہو لیا سردی سے مجکو بہت سخت تکلیف پہنچی ایسے ہی شیخ
حماد مجکو بہت تکلیفیں پہنچاتے تھے اور بہت مارتے تھے اور جب میں طلب علم کیواسطے
غائب ہو جاتا تھا اور پھر انکے پاس آتا تھا تو کہتے تھے کہ ہمارے پاس بہت سی روٹی اور فالودہ
آیا تھا ہم نے سب کھالیا اور تمہارے واسطے کچھ نہیں رکھا انکے ساتھی اس بات کو دیکھکر
وہ بھی میری اذیت دینے میں طمع کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم فقیہہ ہو تم ہمارے ساتھ کیا کرتے
ہو اور تم ہمارے پاس کیوں آئے ہو شیخ نے جب انکو میرے تئیں اذیت دیتے دیکھا کہا اے
کتو تم کیوں انکو اذیت دیتے ہو قسم ہے خدا کی تم میں کوئی بھی ان جیسا نہیں ہے میں نے
امتحان کیا تھا تو ان کو مثل پہاڑ کے پایا کہ مطلق جنبش نہیں کرتے۔
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا کہ پھر ایک مدت کے بعد ہمدان سے
ایک شخص آئے جنکو یوسف کہتے تھے لوگ کہتے تھے کہ یہ قطب ہیں اور وہ سرائے میں اترے
جب میں نے ان کا ذکر سنا ان کی زیارت کو گیا پوچھا معلوم ہوا کہ وہ سرداب میں ہیں وہاں گیا

انہوں نے جب مجکو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور مجکو بٹھایا اور جو جو میری مشکلات تھیں انسکو
حل کر دیا پھر مجھ سے فرمایا اے عبد القادر تم لوگوں میں وعظ بیان کرو میں نے کہا اے سید میں
ایک عجمی کم گو شخص ہوں میں بھلا بغداد کے فصیحوں کے سامنے کیا بیان کر سکتا ہوں فرمایا
تم نے فقہ اصول فقہ علم خلاف نحو لغت تفسیر حفظ کی ہے پھر بھی تم بیان نہیں کر سکتے کرسی
پر چڑھو اور بیان کرو میں تمہارے اندر کھجور سے زیادہ مٹھاس پاتا ہوں،

حضرت شیخ عبد القادرؓ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں اور جاگتے میں ہر ایک کام کو حکم
کیا جاتا تھا اور منع کیا جاتا تھا ابو مسعود حزیمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادرؓ سے
سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے عراق کے جنگلوں میں اقامت کی ہے اور میں وہاں اکیلا
رہا ہوں نہ میں کسیکو پہچانتا تھا نہ کوئی مجکو پہچانتا تھا رجال الغیب اور جنّاتوں کے گروہ
کے گروہ میرے پاس آتے تھے اور میں انکو خدا کا رستہ بتاتا تھا دنیا میرے پاس
ہر ایک صورت میں آتی تھی مگر خدا مجکو اس سے بچاتا تھا اور شیاطین میرے پاس
مختلف صورتوں میں آکر مجھ سے لڑتے تھے اور خدا مجکو ان پر مدد دے کر غالب کرتا
تھا اور شروع میں میرا نفس جو کوئی مجاہدہ کی بات نکالتا تھا میں اسکو لازم کر لیتا تھا اور
اس میں اپنے نفس کی مدد کرتا تھا اور ان دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیتا تھا ایک
سال تک میں مبنوذ کھاتا تھا اور پانی نہ پیتا تھا اور ایک سال تک محض پانی پیتا تھا اور
مبنوذ نہ کھاتا تھا اور ایک سال نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا سردی کی راتوں میں کسریٰ کے
ٹوٹے ہوئے محل میں بیٹھا رہتا تھا اور جب وہاں احتلام ہو جاتا تو جا کر نہر میں نہاتا۔

چنانچہ ایک رات میں کتنے ہی بار ایسا ہوتا

فصل ۔ حضرت کے وسعت علم کے بیان میں

ابن جوزی نے مراۃ الزماں میں کہا ہے کہ حضرت کے پاس فتوے بلاد عراق وغیرہ سے
آتے تھے اور رات بھی نہ گزرنے پاتی تھی ۔ بلکہ دیکھتے ہی بغیر فکر کئے انپر جواب لکھدیتے تھے ۔ اور
امام شافعیؒ اور امام احمد حنبلؒ کے مذہب پر فتوے دیتے تھے ۔ علما حضرت کے فتوے
کو دیکھکر آپ کی جلد جوابی سے تعجب میں رہجاتے تھے اور حضرت کے پاس جو شخص جو
فن حاصل کرنے آتا وہ اسی میں طاق ہو کر اپنے کل ساتھیوں پر سبقت لیجاتا تھا اور لوگ
اسکے محتاج ہو جاتے تھے ۔ اکابر سے منقول ہی کہ حضرت شیخ تیرہ علم کی قراۃ کرتے تھے
مدرسہ میں ایک درس تفسیر کا اور ایک درس حدیث کا اور ایک درس فقہ کا اور
ایک درس علم خلاف کا فرماتے تھے اور حضرت کے سامنے صبح اور شام تفسیر و حدیث
وفقہ واصول ونحو پڑہی جاتی تھی اور ظہر کے بعد قرآتیں روایتوں کے ساتھ پڑہی جاتی تھیں
حضرت کے صاحبزادے عبدالرزاق سے منقول ہے کہتے تھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانیؒ کی خدمت میں ایک فتویٰ بلاد عجم سے آیا اور علمائے عراق سے اس کا جواب
طلب ہوا ۔ کوئی عالم جواب نہ دے سکا (وہ فتوی یہ ہے) ایک شخص نے قسم کھائی
تین طلاقوں کی اس بات پر کہ تحقیق وہ اللہ کی ایسی عبادت کریگا کہ جو اس وقت
میں کوئی بھی اس عبادت میں اس کا شریک نہ ہو ۔ پھر وہ فتوی جناب والا کی خدمت
میں پیش ہوا آپنے فوراً فرمادیا اس شخص کے واسطے خانہ کعبہ خالی کردیا جائے یہ اکیلا

طواف کریگا۔ اسکی قسم پوری ہو جائے گی۔ پھر وہ فتوے لینے والا بغداد میں ایک رات بھی نہ رہا اور فوراً جواب پاتے ہی چلا گیا۔

خضیر بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے ۵۵۰ھ میں خواب دیکھا گویا میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مدرسے میں ہوں اور وہ مکان بہت بڑا ہے۔ اس کے اندر تمام بحر و بر کے مشائخین ہیں اور بیچ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف رکھتے ہیں اور کل لوگ آپ کے گرداگرد ہیں بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کے سر پر عمامہ ہے بعض ایسے ہیں جن کے عماموں پر ایک طرہ ہے بعض کے عماموں پر دو طرے ہیں اور بعض کے عماموں پر تین طرے ہیں۔

شیخ علی ہیتی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے امام احمدؒ کی قبر کی زیارت کی امام نے مجکو گلے سے لگایا اور کہا کہ لوگ شریعت و حقیقت میں تمہارے محتاج ہیں۔ شیخ عمر کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات کو جنات کو عزائم سے بلایا انہوں نے آنے میں دیر کی اور بڑی دیر میں آئے میں نے سبب پوچھا کہنے لگے کہ تم ہمکو جس روز حضرت شیخ کے وعظ کی مجلس ہوا کرے نہ بلایا کرو میں نے کہا کیا تم لوگ بھی جاتے ہو کہنے لگے ضرور ہم میں سے کئی فرقے تو حضرت کے ہاتھ پر ایمان لائے ہیں اور بہتوں نے توبہ کی ہے۔

فصل ۲ بہجۃ الاسرار سے منقول ہے

عبدالوہاب حضرتؒ کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میرے والد ہفتہ میں تین بار وعظ

فرماتے تھے جمعہ کی صبح کو منگل کی شام کو مدرسہ میں اور اتوار کی صبح کو سرائے میں اور
حضرت کی مجلس میں مشائخین اور علما حاضر ہوتے تھے شروع وعظ آپکا ۵۲۱ھ
سے ہوا اور چالیس برس تک رہا اور تین تین برس تک درس تدریس اور فتوے آپکے
ہاں جاری رہا اور آپ کی مجلس میں چارسو لکھنے والے موجود رہتے جو حضرت فرماتے تھے
وہ لکھتے جاتے تھے اور دو قاری آپ کی مجلس میں قران شریف قراۃ مرسلہ تجوید کے ساتھ
بغیر لحن کے پڑھتے تھے اور ایک جماعت آپ کی مجلس میں مرجاتی تھی اور آپ لوگوں
میں چل پھر کر پھر کرسی پر جا بیٹھتے تھے،

عبدالوہاب کہتے ہیں کہ میں نے عجم کا سفر کیا اور طرح طرح کے علوم وفنون حاصل کر کے
جناب والد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو آپ کے سامنے کچھ لوگوں
میں بیان کروں فرمایا اچھا میں کرسی پر چڑہا اور جو کچھ خدا کو منظور تھا بیان کیا کسی کا دل نہ ہلا
اور نہ کسی کے آنسو بہے اور لوگ والد سے بیان کرنے کا اصرار کرنے لگے میں اتر آیا اور وہ
کرسی پر چڑہے اور فرمایا میں روزے سے تھا اور یحیی کی ماں نے میرے واسطے انڈے بھونکر
سکرچہ[1] میں رکھے تھے بلی نے اسکو توڑ ڈالا یہ سنتے ہی اہل مجلس چیخیں مار مار کر رونے لگے۔
جب وہ اتر آئے میں نے اسکا سبب پوچھا کہ میرے وعظ نے کچھ اثر نہ کیا اور آپکے فقط
اس فرمانے سے یہ اثر پیدا ہوا فرمایا اے میرے بیٹے تو اپنے سفر پر خوش ہے کیا تو نے
وہاں کا سفر کیا ہے اور آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا اے بیٹے جب میں کرسی پر چڑہتا ہوں

---

[1] سکرچہ ایک برتن کو کہتے ہیں ۱۲

تو حق تعالی میرے قلب پر تجلی کرتا ہے اور بولتا ہے پس میں وہ بیان کرتا ہوں جو سنتا ہوں جسکے باعث سے وہ ہوتا ہے جو تو دیکھتا ہے، اس کے بعد میں کرسی پر بیٹھ کر بیان کرتا تھا اور والد سنتے تھے مگر کسی پر کچھ اثر ظاہر نہ ہوتا تھا پھر میں اتر آیا اور وہ چپ رہے اور فرمایا اے بیوقوف شجاعت ایک ساعت کا صبر ہے (یہ سنتے ہی) اہل مجلس نے ایک چیخ ماری میں نے اسکا سوال کیا فرمایا تو اپنی طرف سے بیان کرتا ہے اور میں کسی اور کی طرف سے بیان کرتا ہوں اور جب حضرت سے کوئی مجلس وعظ میں کوئی مسئلہ دریافت کرتا تھا تو آپ اکثر خود ہی جواب دیتے تھے کبھی میں حکم لیکر جواب دیتا تھا تو آپ گردن جھکا لیتے تھے اور ہیبۃ روشن ہو جاتی تھی۔ اور وقار بلند ہو جاتا تھا پھر جو کچھ خدا کو منظور ہوتا وہ فرماتے تھے، اور فرماتے تھے قسم ہے معبود برحق کی عزت وجلال کی میں نے کبھی بیان نہیں کیا جب تک کہ مجھ سے کہا نہیں گیا کہ بیان کر ہم تیرے ساتھ ہیں ای عبد القادر بیان کر لوگ سنیں گے ابو عمر الصباریفی اور عبد الحق الحریمی دونوں کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ گریہ فرماتے تھے اور کہتے تھے اے رب میں اپنی روح کیونکر تجکو پیش کروں دلیلوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ تیری ہی ہے اور اکثر حضرت یہ شعر پڑھتے تھے،

وَمَا يَنفَعُ الْاَعْرَابُ اِنْ لَّمْ يَكُنْ تُقًى
وَمَا ضَرَّ ذَا التَّقْوٰى لِسَانٌ مُعْجَمُ

شطنوفی نے ابی عبد اللہ کے طریق سے ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ کی خدمت

لہ عربیت جاننے والوں کو کیا نفع کر سکتا ہو جبتک کہ تقوی نہو اور تقوی والیکو عجمی کی زبان ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

میں چالیس برس رہا ہوں حضرت عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور طلوع فجر کے وقت باہر تشریف لاتے تھے کہتے ہیں میں حضرت کی خدمت میں شب بھر بھی رہا ہوں تو حضرت کو دیکھا کہ اول رات میں تو کچھ تھوڑی سی نماز پڑھتے تھے پھر پہلی تہائی رات تک ذکر میں مشغول رہتے تھے اور ذکر کرنے میں زمین سے بلند ہو جاتے تھے یہاں تک کہ میری نظر سے بھی غائب ہو جاتے تھے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور لمبے لمبے سجدے کرتے تھے پھر قبلہ کی طرف موںھ کر کے مراقبہ میں موںھ ڈھک کر بیٹھ جاتے تھے۔ اور حضرت کو ایک نور ڈھک لیتا تھا جسکو دیکھنے سے نگاہیں خیرہ ہوتی تھیں۔

حضرت فرماتے ہیں میں نے کل نیک عملوں کو چھان مارا سب میں بہتر مسکینوں کے کھانا کھلانے کو پایا۔ اگر ساری دنیا میرے سامنے آئے تو میں بجز لوگوں کے کھانا کھلانیکے اور اس میں سے کچھ نہ لوں۔ اور حضرت اپنے غلام کو جن کا مظفر نام تھا حکم فرماتے تھے کہ روٹیوں کا خوان لیکر رات کا کھانا کھلا دیں ؛

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میری تمنا ہے کہ میں جنگلوں اور میدانوں میں ہوتا جیسے کہ پہلے رہا کرتا تھا نہ میں کسی کو دیکھتا نہ کوئی مجھکو دیکھتا مگر خدا کو چونکہ خلقت کے تئیں نفع پہنچانا منظور تھا اور میرے ہاتھ پر پانسو سے زیادہ یہودی اور نصرانی ایمان لائے ہیں اور ایک لاکھ سے زیادہ چوٹوں اور قزاقوں بدمعاشوں مفسدوں جرامکاروں نے توبہ کی ہے اور یہ بڑے خیر کی بات ہے۔

حضرت کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو آپ اسکو دونوں ہاتھوں پر لیکر فرماتے تھے

یہ مرنے والا ہے اور دل سے اپنے دور کر دیتے تھے چنانچہ جب انکا انتقال ہو جاتا تھا تو آپ پر اُن کے مرنے کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اور اسی باعث سے جب آپکے کسی صاحبزادیکا انتقال ہو جاتا اور آپ وعظ فرماتے ہوتے تو آپ ان کی تجہیز و تکفین کا حکم کرتے جب اُنکا جنازہ تیار ہو کر مجلس میں لایا جاتا آپ وعظ کی کرسی سے اتر کر جنازہ کی نماز پڑھاتے اور پھر کرسی وعظ پر جلوہ افروز ہوتے لوگ جنازہ کو لیجا کر دفن کر دیتے۔

عمر کیمیاتی کا قول ہے کہ حضرت کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی کہ جس میں یہودی اور نصرانی ایمان نہ لاتے ہوں یا فاسق و فاجر مسلمان توبہ نہ کرتے ہوں، اور بدعتی اپنے بدعت اور خونریزی اور رہزنی سے باز نہ آتے ہوں، کہتے ہیں کہ حضرت کی خدمت میں راہب یعنی نصرانیوں کا عالم آیا اور حضرت کے دست مبارک پر ایمان لایا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے حاضرین! میں یمن کا رہنے والا ہوں میرے دل میں اسلام لانیکا ارادہ جم گیا تھا مگر یہ خیال تھا کہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر ایمان لاؤنگا جو یمن میں سب سے بہتر ہو اور میں اسی فکر میں بیٹھ گیا میری آنکھ لگ گئی خواب میں حضرت عیسے علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہیں ای سنان تو بغداد میں جا اور شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر ایمان لا کیونکہ وہ اسوقت کل اہل زمین سے بہتر ہیں کہتے ہیں کہ حضرت کی خدمت میں تیرہ نصرانی آئے اور آپ کی مجلس وعظ میں آپکے ہاتھ پر ایمان لائے اور کہنے لگے کہ ہم عرب کے رہنے والے نصرانی ہیں ہمارا ارادہ ایمان لانیکا تھا مگر یہ سوچتے تھے کہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر ایمان لانا چاہیے جو کل اہل زمین سے بہتر ہوں اسی خیال میں تھے کہ ہاتف نے آواز دی؛

جس کی آواز ہم نے سنی مگر وہ ہمکو دکہائی نہ دیا اے سوارو تم شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں جاؤ اور وہاں ایمان لاؤ کیونکہ وہ سب سے بہتر ہیں اور ان کے پاس جو برکت ہے وہ اور کسی کے پاس نہیں ہے،

شیخ ابوالفرج بن الحامی کہتے ہیں میں حضرت شیخ سے بہت سی ایسی باتیں سنتا تھا جن کا واقع ہونا میری عقل سے دور تھا اور میں اسی باعث سے انکے ملنے کا مشتاق تھا ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں کسی کام کو باب الذبح[1] کی طرف گیا جب میں وہاں سے واپس ہوا تو شیخ کے مدرسے کے نیچے گزر ہوا۔ موذن کی آواز کان میں آئی کہ تکبیر کہہ رہا ہے میرے دل میں نماز کا فکر چونکہ بہت تھا میں نے کہا عصر کی نماز پڑہوں اور شیخ کو سلام کروں اسی فکر میں میں وضو کرنا بھی بھول گیا اور جماعت میں شامل ہوگیا جب شیخ عصر کی نماز سے فارغ ہوئے میری طرف موہنہ کرکے کہنے لگے کیا چیز ہے اگر تم میرے پاس اپنی حاجت کی قصد سے آتے تو البتہ میں اسکو پورا کر دیتا۔ مگر تمکو غفلت بہت ہے کہ تم نے بغیر وضو کے نماز پڑہی اور تم بھول گئے یہ سن کر تعجب کے مارے میری عقل جاتی رہی، کیونکہ حضرت نے میرے ایسے پوشیدہ حال کو کہ جو مجھ سے بھی مخفی تھا ظاہر کر دیا۔ پھر اسدن سے میں نے انکی صحبت لازم کرلی اور انکی محبت و خدمت کو باعث برکت سمجھا

فصل ۳ شیخ شطنوفی نے اپنے منفردات میں بیان کیا ہے بعض بیان تو ایک جماعت کثیرہ سے وہ کہتے ہیں کہ تحقیق عنقریب شیخ عبدالقادر فرمائیں گے قدمی[2] ھذہ علی

[1] شہر بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے [2] میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے ۱۲

رقبۃ کل ولی اللہ بعض مشائخین نے حضرت کی پیدائش سے پہلے ہی خبر دی تھی اور بعض
نے پیدائش کے تھوڑے دنوں بعد خبر دی تھی اور بعض نے حضرت کے مشہور ہونے سے پہلے
ہی خبر دی تھی اور بعض نے حضرت کے فرمانے سے پہلے خبر دی تھی سب سے پہلے شیخ ابو بکر
بن ہوار البطائحی نے کہا تھا انکی محفل میں اولیاء اللہ کا ذکر ہوا انھوں نے فرمایا عنقریب عراق
میں ایک شخص عجمی مرتبے کے عجم سے ظاہر ہونگے انکا نام عبدالقادر ہوگا اور بغداد میں انکی
سکونت ہوگی وہ فرمائیں گے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔

شیخ عبداللہ بن موسیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے ۵۲۱ھ میں فرمایا میں گواہی لیا گیا ہوں
اسباب کی کہ عجم میں ایک بچہ پیدا ہوگا اور اس سے بہت کرامتیں ظاہر ہونگی۔ اور کل
مخلوقات میں انکو پورا قبول ہوگا اور وہ فرمائیں گے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔
شیخ تاج العارفین ابی الوفا سے شیخ عثمان بن نصیر بن منصور نے حکایت کی ہے کہ انہوں نے
فرمایا شیخ عبدالقادر ایک جوان تھے تاج العارفین کی زیارت کو تشریف لیجاتے تھے۔
تاج العارفین حضرت کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور اپنے حاضرین جلسہ سے فرماتے تھے کہ
کھڑے ہو ولی اللہ کی تعظیم کیواسطے اور بعض دفعہ تاج العارفین چند قدم استقبال کے واسطے
بھی چلتے تھے اس کا باعث ان سے کسی نے پوچھا فرمایا ان جوان کا ایک وقت آئیگا کہ ان کی
طرف ہر خاص و عام محتاج ہوگا اور گویا میں انکو دیکھتا ہوں کہ یہ کھڑے ہوئے اولیاء اللہ کے
سر پر کہتے ہیں قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔

موسیٰ بن ماہین ابی [illegible] سے مروی ہے کہا حضرت شیخ عقیل منبجی سے کسی نے قطب کو

پوچھا انہوں نے فرمایا اسوقت وہ مدینے شریف میں پوشیدہ ہیں سوائے اولیاء اللہ کے کوئی انکو نہیں جانتا اور عنقریب اس طرف (عراق کیجانب اشارہ کرکے) ایک عجمی جوان شریف ظاہر ہونگے بغداد میں وعظ کہیں گے انکی کرامتوں کو ہر خاص و عام جان لیگا وہ قطب ہیں اور وہی فرمائیں گے، قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ،

قیس بن یونس کے طریق سے مروی ہے کہ ہم شیخ علی بن وہب کے ہاں داخل ہوئے وہاں ان سے فقیروں کی ایک جماعت نے ملاقات کی انہوں نے پوچھا کہاں سے آئی۔ انہوں نے کہا گیلان سے انہوں نے فرمایا اللہ تعالی نے وجود کو منور کر دیا ہے ایک شخص کے ظاہر ہونے سے جن کا نام عبد القادر ہے بغداد میں وہ کہیں گے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ شیخ نجیب سہروردی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں شیخ حماد دباس کی خدمت میں تھا میں نے ان سے سنا فرماتے تھے ان عجمی کا قدم ایک وقت میں کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا اور شیخ نجیب چالیس سے زیادہ مشائخین سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

شیخ نور الدین شطنوفی سے منقول ہے کہ ہم کو یعقوب بن بدران بن منصور نے قاہرہ میں سنہ ۶۹۹ھ میں خبر دی کہ میں بغداد میں سنہ ۶۲۱ھ میں داخل ہوا اور میں نے نصیر بن عبد الرزاق بن شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا قصد کیا اور وہاں گیا تو ان سے کہی نے ان کے دادا کے اس قول کا سوال کیا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ انھوں نے فرمایا میں نے اپنے والد اور چچاؤں سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ ہم اس مجلس میں حاضر تھے

جس میں ہمارے والد نے یہ قول فرمایا تھا اور اس مجلس میں پچاس سے زیادہ مشائخین عراق تھے اُن سب نے اپنی گردنیں جھکادیں اور عیتی نے شیخ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اور ہم کو ان مشہور مشائخین سے جو اور شہروں میں رہتے ہیں اور اس مجلس میں حاضر نہ تھے پہنچا ہے کہ ان سب نے اپنی گردنیں دراز کردی تھیں اور ہم کو کسی سے یہ بات نہیں پہنچی کہ اس نے انکار کیا ہو۔ اور بعض مشائخین سے یہ بھی منقول ہے کہ جب شیخ نے یہ فرمایا تھا تو فرشتوں نے کہا صَدَقتَ یعنے آپ نے سچ فرمایا ابی سعید قیلوی سے روایت ہو کہتے ہیں کہ جب حضرت شیخ نے یہ فرمایا تھا تو ان کے قلب پر حق تعالیٰ نے تجلی کی تھی اور ان کے پاس حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک گروہ ملائکہ کے ہاتھ خلعت آیا تھا جو کتنے ہی اولیاء اللہ کے سامنے پہنایا گیا تھا زندہ اولیاء اللہ اپنے جسموں سے حاضر تھے اور جن کی وفات ہو گئی تھی انکی روحیں موجود تھیں ملائکہ اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا میں صف باندھے کھڑے تھے یہاں تک کہ آسمان نہ معلوم ہوتا تھا اور زمین میں کوئی ولی اللہ باقی نہیں رہا کہ جس نے اپنی گردن حضرت کے سامنے نہ جھکائی ہو۔ عدی بن سافر اور شیخ احمد رفاعی دونوں نے کہا ہے کہ جب حضرت شیخ نے یہ فرمایا تھا تین سو ستر ولیوں نے اپنی گردنیں ایک وقت میں جھکا دی تھیں اور شیخ لؤلؤ ارمنی سے ان لوگوں کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ سترہ آدمی تو حرمین شریفین میں تھے اور ایک سو چھ عراق میں اور چار عجم میں اور تیس شام میں اور بیس مصر میں اور سترہ مغرب میں اور تئیس یمن میں اور گیارہ حبشہ میں اور سد یاجوج ماجوج میں دس اور

جزائر سمندر میں سینتالیس اور وادی سراندیپ میں چوبیس اور کوہ قاف میں سات

ابی سعد بن ابی عصروں کے طریق سے روایت ہے کہتے ہیں شیخ نے فرمایا کہ میں جوانی کے عالم میں بغداد میں طالب علمی کرتا تھا اور ابن السقا نظامیہ میں میرے ساتھ رہتا تھا ہم دونوں ایک شیخ کے پاس رہتے تھے جنکو لوگ غوث کہتے تھے ابن السقا نے ان سے ایک مشکل مسئلہ کا سوال کیا۔ شیخ نے اسکی طرف غصہ سے دیکھا اور فرمایا میں تجھ میں کفر کی آگ روشن دیکھتا ہوں۔ پھر میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا تمہارے کانوں تک دنیا پہنچے گی اے عبدالقادر گویا میں تم کو بغداد میں دیکھتا ہوں کہ تم کرسی پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو وعظ فرما رہے ہو یا کھڑے ہوئے قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله پھر اس سند سے جوانکو پہنچی ہے ذکر کیا ہے کہ جس مجلس میں حضرت نے یہ کلام فرمایا تھا اس میں بہت لوگ موجود تھے منجملہ انکے شیخ علی ہیتی نے کھڑے ہو کر کرسی پر چڑھ کے شیخ کا قدم سر پر رکھ لیا پھر شیخ عبدالرحیم سے جو شیخ احمد رفاعی کے بھانجے ہیں روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بغداد میں آیا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں حاضر ہوا تو میں نے حضرت کے حال اور فراغ قلب اور خلوص سر کو دیکھا تو میری عقل جاتی رہی، پھر جب میں اُم عبیدہ کے پاس گیا تو میں نے اپنے ماموں سے یہ واقعہ بیان کیا انھوں نے کہا ای بچہ شیخ کی برابری کون کرسکتا ہے شیخ کی قوت بہت بڑھی ہوئی ہے،

سالم بن احمد خطاب کے طریق سے مروی ہے۔ یہ حضرت شیخ کے خادم تھے کہتے ہیں کہ حضرت شیخ نے وعظ فرمایا اور فرماتے فرماتے ہوا میں چند قدم چلے اور فرمانے لگے اے

اسرائیلی ٹھیرو اور محمدی کا کلام سنتے جاؤ اور پھر لوٹ پھر آئے لوگوں نے حال پوچھا آپنے
فرمایا میری مجلس میں سے خضر علیہ السلام جلدی کے ساتھ گذرے میں چند قدم ان کی طرف
چلا اور ان سے کہا تم نے کیا سنا شیخ عدی بن مسافر کے طریق سے مروی ہے کہ ایک
روز مینھ برس رہا تھا اور شیخ وعظ فرمارہے تھے (مینھ کے سبب) بعض اہل مجلس متفرق ہوگئے
آپنے سر اٹھاکر فرمایا میں تو جمع کرتا ہوں اور تو متفرق کرتا ہے (حضرت کے یہ فرماتے ہی)
مینھ تھم گیا اور مدرسے کے گرد برسنے لگا مجلس میں ایک بوند بھی نہ پڑی - اور ایک مرتبہ
دجلہ ایسا چڑہا کہ لوگوں کو ڈوبنے کا خوف غالب ہوا شیخ کی خدمت میں فریاد کرنے آئے،
حضرت دجلہ کے کنارے پر تشریف لیگئے اور آپکے پاس ایک لکڑی تھی اسکو گاڑ دیا اور
فرمایا بس اس تک - چنانچہ اسیوقت پانی اتر گیا اور اس لکڑی سے آگے نہ بڑہا -
ابو بکر بن محمد طحان کے طریق سے روایت ہے کہ شیخ آسمان کے نیچے وعظ فرمارہے تھے
مینھ برسنے لگا - آپنے فرمایا میں اکٹھا کرتا ہوں اور تو الگ الگ کرتا ہے، مینھ تھم گیا۔
نصیر بن عبد الرزاق بن شیخ کے طریق سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد
سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میرے والد جمعہ کی نماز کے واسطے نکلے اور میں اور میرے
بھائی عیسے اور عبد الوہاب بھی ساتھ تھے راستہ میں ہم کو تین بوجھ شراب کے جو
بادشاہ کے واسطے جاتے تھے ملے - اسکی بدبو سارے میں پھیل گئی اور اسکے ساتھ
اسکے اعوان بھی تھے شیخ نے ان سے فرمایا ٹھیر جاؤ وہ نہ ٹھیرے بلکہ اور زور سے ہکانے
لگے شیخ نے ان جانوروں کو فرمایا ٹھیر جاؤ وہ ٹھیر گئے ہرچند انکو مارا پیٹا مگر وہ نہ چلے

اوران لوگوں کو درد قولنج ہونے لگا۔ پھر توتوبہ کے ساتھ چیخنے لگے تب وہ دکھ بھی جاتا رہا
اور وہ شراب اسیوقت سرکہ ہوگئی اور وہ جانور چلنے لگے اور تسبیح کی آوازیں بلند ہوگئیں
یہ خبر بادشاہ کو پہنچی وہ رونے لگا اور حضرت شیخ کی زیارت کو حاضر ہوا۔

منصور بن مبارک واسطی سے منقول ہے کہ میں جوانی کے وقت میں حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور میرے پاس ایک کتاب تھی جسمیں کچھ فلسفہ
اور روحانیات کا بیان تھا۔ حضرت شیخ نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا یہ کتاب تمہاری
بڑی رفیق ہے اٹھو اور اسکو دھو ڈالو میں نے قصد کیا کہ اب کبھی اسکو اپنے ساتھ نہ رکھونگا
اور گھر میں ڈال دونگا اور میرے دل نے اسکے دھونیکو گوارا نہ کیا اور میرے ذہن میں
کچھ اس میں سے یاد ہوگیا تھا۔ پھر میں کھڑا ہوا شیخ نے میری طرف دیکھا میں اسکے دیکھنے
سے کھڑا نہ ہوسکا اور میں ایسا ہوگیا جیسے قیدی شیخ نے فرمایا مجکو اپنی کتاب دے میں نے
اسکو کھولا تو وہ محض سفید کاغذ تھے یعنی اس میں کچھ لکھا ہوا نہ تھا میں نے وہ انکو دیدی۔
انھوں نے اسکو صفحہ صفحہ کرکے دیکھا۔ اور فرمایا یہ کتاب تو قرآن شریف کے فضائل میں ہے
اور پھر مجکو دیدی میں نے جو اسکو دیکھا تو واقعی قران شریف کے فضائل کی کتاب تھی،
نہایت خوشخط لکھی ہوئی۔ پھر شیخ نے مجھ سے فرمایا توبہ کر اس بات سے کہ کبھی تو وہ بات
زبان سے نکھے جو دلمیں نہ ہو۔ پھر میں کھڑا ہوگیا اور میرے دل میں اس کتاب کی پہلی
باتوں میں سے کچھ بھی یاد نہ رہا تھا وہ سب میرے دل میں سے جاتا رہا۔ ایسا کہ
جیسے کچھ معلوم ہی نہ تھا۔ قطب یونینی نے اپنی مختصر المراۃ میں شیخ ابی سعید قیلوی

سے نقل کی ہے کہتے ہیں کہ میں نے انبیاؤں کو اکثر مرتبہ حضرت شیخ کی مجلس میں دیکھا ہے اور حضرت کی مجلس میں انبیاؤں کی روحیں ایسی ہوا میں پھرتی ہیں جیسے ہوا آسمان و زمین کے درمیان میں پھرتی ہے کہتے ہیں اور میں نے رجال الغیب کو حضرت کی مجلس کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا ہے اور حضرت خضر علیہ السلام کو اکثر حضرت کی مجلس میں موجود پایا ہے چنانچہ میں نے ان سے اسکا باعث دریافت کیا فرمایا۔ جسکو اپنی فلاحیت منظور ہو اُس کو اُن کے ساتھ رہنا چاہیے،

محمد بن ابی الفتح ہروی کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت کی مجلس میں حاضر ہوا آپ وعظ فرما رہے تھے چنانچہ آپ مستغرق ہو گئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالی اس بات کو کرنا چاہے کہ ایک سبز جانور خوبصورت کو میری مجلس میں بھیجدے کہ وہ میری باتیں سنے تو البتہ کر دے حضرت نے یہ بات پوری ہی نہ کہی تھی کہ ایک سبز جانور خوبصورت آیا اور حضرت کی آستین میں داخل ہو گیا اور ایک دوسرے دن حضرت وعظ فرما رہے تھے۔ اور حاضرین میں ایک قسم کی سستی پھیلی ہوئی تھی آپ نے فرمایا اگر خداوند تعالی چاہے کہ میری مجلس میں سبز پرندوں کو بھیجدے تو البتہ ایسا ہی کر دے یہ کلام حضرت کا ہنوز ختم نہوا تھا کہ مجلس سبز پرندوں سے بھر گئی،

ابو محمد داود بغدادی کہتے ہیں میں نے ۵۶۲ھ میں خواب میں حضرت معروف کرخی کو دیکھا کہ ان کے آگے اس لوگوں کے حالات پیش ہوتے ہیں اور وہ انکو خداوند تعالی کے حضور میں پیش کرتے ہیں مجھ سے فرمانے لگے تم بھی اپنا حال اور قصہ لاؤ میں اسکو خدا کے حضور میں

پیش کرتے ہیں مجھ سے فرمانے لگے تم بھی اپنا حال اور قصہ لاؤ میں اسکو خدا کے حضور میں پیش کر دوں میں نے کہا میرے شیخ کو کیا معزول کر دیا انھوں نے کہا قسم ہے خدا کی انکو معزول نہیں کیا اور نہ انکو کریں گے میں صبح اٹھکر شیخ کے مدرسے میں آیا اور دروازے میں بیٹھ گیا تاکہ اس واقعہ کی شیخ کو خبر دوں۔ شیخ نے مجکو اندر سے آواز دی اے داؤد تیرے شیخ کو معزول نہیں کیا ہے اور نہ معزول کرینگے لا تو اپنا قصہ میں اسکو خدا کے حضور میں پیش کر دوں حالانکہ اسوقت تک شیخ نے مجکو نہیں دیکھا تھا،

ابو الخیر کرام بن شیخ مطر بازرانی کہتے ہیں جب میں شیخ ابو الوفا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجکو اس بات کی وصیت کریں کہ میں آپ کے بعد کسی شخص کی اقتدا کروں فرمایا شیخ عبد القادر کی پھر میں نے تھوڑی دیر کے بعد عرض کیا، فرمایا اے میرے بچے ایک زمانہ وہ آئیگا کہ بجز شیخ عبد القادر کے اور کسی کی اقتدا نجا ئیگی پھر جب میں بغداد میں آیا اور حضرت شیخ کی مجلس میں کہ جس میں شیخ بقا اور ابو سعید قیلوی اور علی ہیتی اور ان کے سوا مشہور مشائخین موجود تھے حاضر ہوا تو میں نے شیخ کو سنا کہ فرماتے ہیں میں تمہارے واعظوں جیسا نہیں ہوں میں اپنا کلام ان لوگوں کو سناتا ہوں جو ہوا پر کھڑے ہوئے ہیں میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو حضرت کے سامنے ہوا میں نور کے آدمی صفیں باندہے ہوئے گھوڑوں پر سوار گردنیں جھکائے ہوئے کھڑے ہیں اور اسقدر ہیں کہ آسمان دکھائی نہیں دیتا بعض روتے ہیں اور بعض کانپتے اور تھراتے ہیں اور بعض کے کپڑوں میں آگ ہے میرے اوپر (یہ حال دیکھکر) بیہوشی طاری

ہوگئی اسکے بعد میں کھڑا ہوا اور لوگوں کو چیرتا ہوا شیخ کی خدمت میں پہنچا اور شیخ کی کرسی پر چڑھ گیا شیخ نے میرا کان پکڑکر فرمایا اے کرام تو نے اپنے باپ کی پہلی دفعہ وصیت کرنے پر اکتفا نہ کی میں نے انکی ہیبت سے گردن جھکالی،

مفرح بن نبہان بن برکات شیبانی سے منقول ہے کہ جب شیخ عبدالقادرؓ کی خبر ملکوں میں مشہور ہوئی تو سو فقیہ عالم حضرت کی مجلس میں اس غرض سے آئے کہ ان میں سے ہر ایک حضرت سے علیحدہ علیحدہ ایک ایک سوال مختلف علوم و فنون کے کرے کہتے ہیں کہ میں بھی اس مجلس میں موجود تھا جس وقت مجلس تیار ہوگئی شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر تک گردن جھکائی میں نے دیکھا کہ حضرت کے سینے میں سے ایک بجلی نور کی نکلی جسکو خدا کا منظور ہوگا اس نے دیکھا ہوگا اور ان سو آدمیوں کے سینہ پر سے گذر گئی جس کے سینے پر پہنچتی تھی وہی بیقرار ہو جاتا تھا یہاں تک کہ انہوں نے کپڑے پھاڑ اور سر کھول شیخ کے قدموں میں سر رکھدیا تمام اہل مجلس چیخیں مارنے لگے میں نے خیال کیا کہ گویا بغداد میں حشر برپا ہو گیا شیخ نے ان میں سے ہر ایک کو سینے سے لگایا۔ اور جب آخر شخص کو سینے سے لگایا تو فرمایا کہ تمہارا یہ سوال تھا اور اسکا یہ جواب ہے پھر دوسرے سے فرمایا کہ تمہارا یہ سوال تھا اور اسکا یہ جواب ہے یہاں تک کہ سب کے سوال وجواب بتادیا جب مجلس ختم ہوگئی میں ان لوگوں کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تمہارا کیا معاملہ تھا انہوں نے کہا جب ہم شیخ کے سامنے بیٹھے جو کچھ ہم جانتے تھے سب بھول گئے جیسے کہ کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ پھر جب شیخ نے ہمکو سینے سے لگایا تو وہ ساری بھولی ہوئی چیزیں

ہمکو لگ گئیں اور جو ہمارے سوال تھے انکو بیان کرکے انکے جواب فرمائے اور جواب بھی ایسے کہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آئے،

حامد حرانی کہتے ہیں کہ میں بغداد میں شیخ کے مدرسہ میں داخل ہوا اور شیخ کے پاس اُن کے سجادہ پر بیٹھ گیا شیخ نے میری طرف منہ کرکے فرمایا حامد حرانی تو سلطنت کی گدی پر بیٹھیگا چنانچہ جب میں حران میں واپس آیا تو سلطان نورالدین نے مجکو اپنی ملازمت کا حکم فرمایا اور اپنی گدی پر بٹھا کر اوقاف میرے سپرد کر دیئے۔ مجکو شیخ کا کلام یاد آیا۔ اور ایک روز حضرت وعظ فرما رہے تھے قضا و قدر کا ذکر تھا حاضرین پر ایک ہیبت طاری تھی اسی اثنا میں مجلس میں ایک عجیب الخلقت جانور آیا بعض آدمی اسکے دیکھنے میں مشغول ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے معبود برحق کے عزت و جلال کی اگر میں اس جانور سے کہوں کہ مرجا تو یقیناً مرجائے گا حضرت کے یہ فرماتے ہی وہ جانور مر کر گر پڑا

محدث ابو الفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی کہتے ہیں کہ میں حضرت شیخ کے ساتھ مدرسہ نظامیہ میں تھا اور بہت سے فقہا اور فقرا مجلس میں حاضر تھے۔ حضرت شیخ نے قضا وقدر میں گفتگو کرنی شروع کی اتنے میں ایک بڑا دبل سانپ چھت کے سوراخ میں سے مجلس میں گر پڑا مجلس کے تمام لوگ بھاگ گئے اور وہ سانپ حضرت کے کپڑوں میں داخل ہو گیا اور حضرت کے بدن پر چلنے لگا پھر گدی پر چڑھ گیا حضرت شیخ اُسی طرح کلام فرماتے رہے اور جنبش تک نہ کی پھر وہ سانپ نیچے زمین پر آگیا اور دُم کے بل کھڑا ہو کر کچھ آواز کرنے لگا جو ہماری سمجھ میں نہ آئی اور پھر چلا گیا لوگ اپنی اپنی جگہ پر آن بیٹھے،

اور حضرت سے اسکا حال پوچھا آپ نے فرمایا اس سانپ نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر تم سے زیادہ ثابت قدم کسیکو نہ پایا۔ میں نے اُس سے کہا میں اسوقت قضا و قدر میں گفتگو کر رہا تھا اور تو ایک کیڑا ہے جب قضا و قدر تجکو پھراتی ہے تب تو پھرتا ہے اور جب وہ تجکو ٹھیراتی ہے تب تو ٹھیر جاتا ہے (یعنی تجھ میں کسیکو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں ہے) میں نے چاہا کہ اپنے فعل کو اپنے قول کے مطابق کروں ؎

شیخ عبدالرزاق حضرت شیخ کے صاحبزادے سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں جامع منصور میں نماز پڑھتا تھا کہ کسی چیز کے چلنے کی آواز کان میں آئی اتنے میں ایک بڑا اژدہا آیا اور اس نے میرے سجدہ کرنے کی جگہ اپنا مونھ کھول دیا میں نے جب سجدہ کرنیکا ارادہ کیا اسکو ہاتھ سے ہٹا کر سجدہ کر لیا پھر جب میں التحیات پڑھنے کو بیٹھا تو وہ میری ران پر چلنے لگا پھر میری گردن پر چلنے لگا۔ میں نے گوشہ چشم سے اسکو دیکھا اور سلام کے بعد جو میں نے دیکھا تو اسکو نہ پایا پھر جب دوسرا دن ہوا تو میں ایک صحرا میں مسجد کے پس پشت داخل ہوا وہاں ایک آدمی کو دیکھا کہ اسکی آنکھیں چری ہوئی ہیں میں نے سمجھا کہ یہ جن ہے اس نے مجھ سے کہا میں وہی جانور ہوں جو کل رات کو تمہارے پاس آیا تھا میں نے بہت سے اولیاؤں کو آزمایا مگر تم سے زیادہ ثابت قدم کسیکو نہ پایا بعض اولیاء تو ظاہر میں مضطرب ہوگئے مگر باطن میں مضطرب نہ ہوئے اور بعض باطن میں مضطرب ہوئے اور ظاہر میں مضطرب ہوئے اور بعض ظاہر و باطن

دونوں میں مضطرب ہوگئے اور تم نہ ظاہر میں مضطرب ہونہ باطن میں پھر اس نے مجھسے توبہ کرانے کو کہا میں نے اسکو توبہ کرادی ؛

تیسرا باب

حضرت کے مشائخین حدیث کے بیان میں باوجود بلندی مرتبہ وقدر کے فقہ وادب میں

حضرت نے حدیث شریف سنی ہے اور روایت کی ہے ابی غالب محمد بن حسن باقلانے اور ابی بکر احمد بن مظفر اور ابن الثمار اور ابی القاسم علی بن احمد بیان اور ابی محمد جعفر ابن احمد السراج اور ابی سعید محمد بن عبدالملک بن خشیش اور حافظ ابن الغنائم محمد بن علی النرسی الملقب بابیّ اور ابی طالب عبدالقادر بن محمد بن ابی یوسف اور ابی عثمٰن اسمعیل ابن ملہ اور ابی البرکات ہبۃ اللہ بن محمد اور ابی الحسین عبدالحق بن عبدالخالق بن یوسف اور ابی العز محمد بن ابی بکر سے۔ اور فقہ حاصل کی حضرت نے قاضی ابی سعید مبارک بن علی المخرومی اور علی بن الخطاب الکلوازائی اور ابی الوفا علی بن عقیل اور ابی الحسن بن الفرا سے اور علم ادب حضرت نے ابی زکریا التبریزی اور شیخ احمد دباس زاہد سے اوراخذ کیا حضرت نے یوسف بن ایوب زاہد سے جب وہ بغداد میں اپنی آخر عمر میں آئے اور شیخ تاج العارفین ابی الوفا سے اور روایت کیا ہے حضرت سے آپکے صاحبزادے عبدالوہاب اور عبدالرزاق اور موسیٰ نے اور حفاظ ابو سعد سمعانی اور عمر بن علی القرشی اور عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور اور شیخ موفق عبداللہ بن احمد بن قدامہ اور شیخ علی بن ادریس الیعقوبی

اور ابوہریرہ بن الوسطانی اور المکل بن سعود اور یحییٰ بن سعد اللہ التکریتی اور احمد بن مطیع الباجرائی اور بہت خلائق نے۔ ان سب میں آخر سننے والے عبد اللطیف بن محمد بن علی القبیطی اور اجازت میں فرج بن مسلمہ دمشقی سے۔

چوتھا باب

حضرت کے حالات میں جب آپ وعظ فرمانے کے واسطے تیار ہو گئے اور لوگوں کو درس فتوے دینے لگے

ابن نجار نے بجالی سے ذکر کیا ہے کہ شیخ نے حلال کی ایک زمین حاصل کی تھی جسکو حضرت کے بعض یار بوتے تھے اور جو کچھ اس سے حاصل ہوتا تھا اسمیں قوۃ گزاری کرتے تھے حضرت آٹا پیستے تھے اور آپکے اصحاب روٹی پکاتے تھے اور حضرت کی خدمت میں چار یا پانچ روٹیاں پیش کرتے تھے جن کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آپ حاضرین کو بانٹ دیتے تھے اور جو کچھ بچ جاتی اسکو اپنے واسطے رکھ لیتے تھے جب کوئی شخص کوئی چیز حضرت کی خدمت میں لاتا آپ فرما دیتے اسکو سجادہ کے نیچے رکھدو پھر جب خادم آتے تو آپ فرماتے اسکو اٹھالو اور بقال یا بھٹیارے کو دیدو۔

ابو الفرج ابن الجوزی نے اپنی منتظم میں لکھا ہے کہ قاضی ابو سعید المخزومی نے باب الازج میں ایک مدرسہ نہایت لطیف و پاکیزہ بنایا تھا اور ان کے بعد وہ حضرت شیخ عبد القادر کے سپرد کر دیا گیا تھا جسمیں وہ لوگوں کو وعظ فرماتے تھے پھر لوگوں کی کثرت کے باعث سے مدرسہ تنگ ہو گیا اور حضرت بغداد کی فصیل کے پاس تشریف رکھتے تھے اور راستہ کی

طرف مسند لگاتے تھے اور ایک خلق کثیر حضرت کے ہاتھ پر توبہ کرتی تھی۔ پھر وسعت
کے ساتھ مدرسہ تعمیر ہوگیا عام لوگ اس میں تعصب کرنے لگے اس میں حضرتؒ نے درس و وعظ
فرمانا شروع کیا۔ ابن نجار کہتے ہیں جب مدرسہ تنگ ہوگیا تو اس کے گرداگرد جو مکان
و منزلیں تھیں وہ اسی میں ملادی گئیں امیروں نے اپنے مال خرچ کئے فقیروں نے اپنی
جدوجہد سے اسکو تعمیر کیا چنانچہ سنہ ۵۲۸ھ میں تیار ہوگیا اور حضرت شیخ اس میں فتوی
و درس فرمانے لگے اور لوگ آپ سے صدقہ و تبرکات لینے آنے لگے۔ حضرت نے
اصول دین اور تصوف میں بہت کتابیں مفید تصنیف کی ہیں ؎

ابو السعید بن السمعانی کہتے ہیں حضرت شیخ باب الازج میں رہتے تھے جب آپ کو
ابو سعید مخرمیؒ کا مدرسہ سپرد کیا گیا اور اسمیں گنجایش نہ رہی تب آپنے چاہا کہ اسکو وسعت
دی جائے اور اسکی تعمیر کیجائے تب لوگ حضرت کی خدمت میں جو جسکی توفیق تھی لانے
لگے اور مدرسہ بننے لگا ایک عورت اور اسکا خاوند جو مزدوری کرتے تھے حاضر ہوئے، اور
عورت نے عرض کیا حضرت یہ میرا خاوند ہے میرے اس پر بیس دینار ہیں میں نے دس تو
اسکو بخش دئے اس شرط پر کہ دوسرے دس یہ آپکے مدرسے میں خرچ کردے میں اسپر راضی ہوگئی
ہوں اسکے خاوند نے بھی اس بات کو منظور کرلیا اور عورت نے کاغذ لکھ کر حضرت شیخ کی خدمت
میں پیش کردیا اسکا خاوند حضرت کے مدرسہ میں کام کرنے لگا ایک روز آپ اسکو خرچ کے
واسطے مزدوری دیتے تھے اور ایک روز ان دیناروں میں جمع کرلیتے تھے یہاں تک کہ
پانچ دینار پورے ہوگئے حضرت نے وہ کاغذ نکال کر اسکو دیدیا۔

؎ مخرمی بضم میم و فتح خاء معجمہ و کسر راء مہملہ و تشدید یاء ثم میم بعدہا یاء والنسبۃ نسبۃ الی محلۃ المخرم ببغداد و ہی من بعض [illegible] یزید بن المخرم [illegible]

ابن نجار نے جبائی سے ذکر کیا ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ نے فرمایا میرے دل پر کلام کرنا ایسا غالب ہو جاتا ہے کہ اگر میں اسوقت نہ بولوں تو میرا گلا گھٹ جائے میرے پاس دو تین آدمی بیٹھ جاتے تھے اور میرا کلام سنتے تھے اور میں باب الحلبہ میں مصلے پر بیٹھ جاتا تھا یہاں تک کہ لوگوں کیواسطے جگہ تنگ ہو گئی تب انہوں نے میری کرسی فصیل کے اندر نکالی اور لوگ حضرت کے پاس رات کو شمع کی روشنیوں میں آتے تھے،

پانچواں باب

لوگوں کے حضرت پر ثنا و تعریف کرنے کے بیان میں

حافظ ابو سعید سمعانی نے ذیل تاریخ بغداد میں فرمایا ہے کہ حضرت بڑے دیانت دار صالح خیر کرنیوالے کثیر الذکر، دائم الفکر، جلد آنسو بھر لانیوالے تھے، شیخ موفق بن قدامہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی سے نہیں سنا جو ان سے کرامتیں حضرت شیخ کی کرامتوں سے زیادہ نقل کرتا ہو۔ اور نہ میں نے حضرت سے زیادہ کسیکو دیکھا کہ جسکی لوگ بسبب دین کے تعظیم کرتے ہوں۔

شطنوفی نے شیخ محمد بن ابراہیم مقدسے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ موفق سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ شیخ عبد القادر وہ شخص ہیں کہ جن کی طرف ریاست علماً و عملاً و حالاً و فتیاً منتہی ہو گئی ہے اور طالب علم کیواسطے کافی ہیں اور ان کے اندر علوم و صبر بہت سے جمع ہو گئے وظیفہ مستمرہ پر عمل میں اور اللہ تعالی نے ان میں اوصاف جمیلہ اور احوال عزیزہ پیدا کر دیے ہیں اور میں نے ان کے بعد ان جیسا نہیں دیکھا،

اور ہم کو ابو ہریرہ نے خبر دی ہے کہ حافظ شمس الدین ذہبی نے کہا ہم کو کتنی ہی دفعہ اجازت

وہی ہے اپنے باپ سے کہتے ہیں کہ میں نے حافظ شرف الدین یونینی سے سنا ہے وہ
کہتے ہیں کہ میں نے شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں جتنی کرامتیں بالتواتر
ہماری طرف شیخ عبدالقادر کی نقل کی گئی ہیں اتنی کسی کی نقل نہیں کی گئیں کسی نے ان سے
کہا یہ انکے اعتقاد کے ساتھ ہے کہا نہیں مذہب کا سخت کرنا مذہب نہیں ہے۔

حافظ محب الدین بن النجار نے ذیل تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ عبدالقادر بن ابی صالح
جن کے دوست زاہد مسلمانوں کے ان اماموں میں سے ہیں جو علم پر عمل کرنیوالے تھے
اور کرامتیں ظاہر رکھتے تھے یہاں تک کہا کہ پھر انہوں نے خلوت اور ریاضت اور سیاحت
اور سخت مجاہدہ اور مخالفہ نفس اور شب بیداری لازم کرلی یہاں تک کہ پھر خداوند تعالی
نے انکو خلقت پر ظاہر کردیا اور لوگوں کے دلوں میں ان کی قبولیت ڈالدی خاص و عام
ان کے مطیع ہوگئے ان کے دل سے ان کی زبان پر اللہ تعالی نے حکمت کو ظاہر کردیا اور
ان کی ولایت روشن کردی خداوند تعالی سے ان کی قرب کی نشانیاں سب کو معلوم ہوگئیں
پھر اسی کلام کو بیان کرتے رہے ابو مظفر یوسف سبط ابن جوزی نے اپنی تاریخ مرآۃ الزمان
میں کہا ہے عبدالقادر اور آپکا نسب بیان کر کے کہا ہے کہ حضرت کا چپ رہنا آپکے کلام کرنے
سے زیادہ ہوتا تھا اور دل کی باتیں بتلاتے تھے اور آپکا دبدبہ غالب ہوگیا تھا اور آپکا قبول
پھیل گیا تھا اور آپ مدرسے جمعہ کو نکلا کرتے تھے یا سرائیں تشریف لیجاتے تھے آپکے
ہاتھ پر بغداد کے بڑے بڑے لوگوں نے توبہ کی ہے اور بہت یہود و نصاری آپکے ہاتھ پر
ایمان لائے تھے، اور آپ منبر پر چڑھ کر حق فرماتے تھے آپ کی کرامتیں ظاہر تھیں جن کو

حالت بہت مشائخوں نے پایا ہے اور تھوڑی سی بیان کی ہیں۔

ہم کو شیخ ابوالحسن بن ابی المجد نے خبر دی ابی الفضل بن طاہر سے وہ کہتے ہیں ہمکو خبر دی عبدالرحمن بن نجم نے کہا مجھ سے حکایت کی میرے شیخ ابوالحسن بن عربیہ نے کہ تحقیق وزیر ابو المظفر یحیی بن ہبیرہ نے کہا ان سے کہ خلیفہ نے میرے سامنے شیخ عبدالقادر جیلانی کی شکایت کی کہ وہ میرا خفت کیساتھ ذکر کرتے ہیں اور انکے رباط میں انکا ایک کھجور کا درخت ہے وہ اسی میری طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں اے کھجور ہرگز تو حد سے تجاوز نہ کیجیو ورنہ تیرا سر کاٹ دونگا تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے خلوت میں کہنا کہ یہ بات تمہارے واسطے اچھی نہیں ہے کہ تم امام سے تعرض کرو تم خلافت کی بزرگی کو جانتے ہو۔ ابوالحسن کہتے ہیں میں انکے پاس گیا دیکھا تو وہاں بہت لوگ جمع ہیں میں خلوت کے انتظار میں ٹھیرا رہا تو میں نے سنا کہ حضرت باتوں باتوں میں فرماتے ہیں۔ ہاں میں اسکا سر کاٹ دونگا میں سمجھ گیا کہ یہ میری ہی طرف اشارہ ہے پھر میں چلنے کو کھڑا ہو گیا تو مجھ سے وزیر نے کہا تم نے شیخ کو پہنچا دیا میں نے کل قصہ بیان کیا وہ زیادہ روئے اور کہا بیشک ہم انکی صلاحیت میں شک نہیں کرتے۔

جب مقتفی نے قاضی ابن المرحم کو قاضی بنایا تو شیخ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تو نے سب سے زیادہ ظلم کرنے والے کو مسلمانوں پر حاکم بنایا ہے تیرا خدا کے سامنے کیا جواب ہے۔ شیخ معمر جو معروف بجرادہ ہیں فرمایا ہے میری آنکھوں نے شیخ عبدالقادر سے زیادہ خلق میں اچھا اور وسیع الصدر اور کریم النفس اور رحیم القلب اور عہد کا نگاہ رکھنے والا نہیں دیکھا حضرت باوجود اپنی بزرگی قدر و منزلت اور وسعت علم کے چھوٹوں کے پاس بطور مہربانی کے کھڑے ہو جاتے اور بڑوں

کی توقیر کرتے تھے اور سلام کی ابتدا کرتے تھے ضعیف لوگوں کو اپنے پاس بٹھاتے تھے فقیروں کی تواضع کرتے تھے بلند لوگوں کے ساتھ تعظیم کرتے تھے کبھی امیر کے واسطے کھڑے نہ ہوتے تھے اور نہ کسی امیر وزیر کے دروازے پر کھڑے ہوتے تھے،

محمد بن خضر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں تیرہ[13] برس رہا ہوں میں نے کبھی آپ کو تھوکتے یا ناک سنکتے نہیں دیکھا اور نہ آپ پر کبھی مکھی بیٹھتے ہوئے دیکھی اور آپ جب خلیفہ کو خط لکھتے تھے تو اس کا مضمون یہ ہوتا تھا عبدالقادر تجکو یہ حکم کرتا ہے اور اسکی اطاعت تجھ پر لازم ہے اور جب وہ خط خلیفہ کے پاس پہنچتا تھا خلیفہ اسکو دیکھ کر روتا تھا اور کہتا تھا کہ سچ فرمایا ہے،

احمد بن مطیع باجرائی کہتے ہیں کہ شیخ اپنے وقت میں ایسے تھے کہ اُن کی تمام مشائخین اور علما اور زہاد تعظیم کرتے تھے اور انکا ظہور لوگوں میں سنہ ۵۲۱ھ میں ہوا اور حضرت کو قبول تام حاصل ہوا اور آپ کی صلاحیت کا اعتقاد لوگوں میں پیدا ہو گیا اور آپکے کلام سے لوگ نفع حاصل کرتے تھے اور اہل سنت ان سے مدد لیتے تھے اور ان کے افعال و اقوال اور کرامتیں اور مکاشفات مشہور ہو گئیں اور سلاطین وغیرہ آپ سے ڈرتے تھے،

محمد بن الخضیر السنجاری کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے سنا ہے وہ حضرت شیخ کی کرامتیں گنتے تھے کہتے تھے کہ حضرت شیخ کے کلام کو دور کا آدمی اس طرح سنتا تھا جیسے پاس کا آدمی باوجود اس کثرت کے اور آپ اہل مجلس کے دل کی باتیں بتاتے تھے اور کشف کے ساتھ ان سے مخاطب ہوتے تھے اور جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو آپ کی بزرگی کے

کے باعث ہے کہ اہل مجلس کھڑے ہوجاتے تھے اور جب آپ ان سے فرماتے تھے کہ چپ ہوجاؤ تو ان میں کچھ حس و حرکت نہ معلوم ہوتی تھی اور ذکر کیا گیا ہے کہ بعض اہل مجلس میں سے جب کوئی اپنا ہاتھ زمین پر رکھتا تھا تو وہاں اسکو ہاتھ لگنے سے کوئی بیٹھا ہوا معلوم ہوتا تھا جو آنکھ سے نہ دکھائی دیتا تھا اور اکثر مرتبہ ایک بڑی آواز آسمان زمین کے درمیان سے نیچے مجلس کی طرف معلوم ہوتی تھی،

حافظ شمس الدین ذہبی نے تاریخ اسلام میں لکھا ہے کہ "عبدالقادر" پھر آپکے نسب کو بیان کرکے لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلی حنبلی زاہد صاحب کرامات و مقامات اور حنبلیوں کے شیخ ہیں اور حضرت شیخ عدیم النظیر تھے یعنی آپ کی نظیر یا مثل کوئی نہ تھا و سعد آپ کا ہٹوانہ پھیلا ہوا تھا علم و عمل میں سر تھے۔ حافظ زین الدین ابن رجب نے ذیل طبقات میں لکھا ہے شیخ عبدالقادر حنبلیوں کے سردار شیخ الوقت مشائخوں کے بادشاہ سید اہل طریقت اپنے وقت میں تھے مقامات و کرامات و معارف رکھتے تھے اور قبول تام انکو حاصل ہو گیا تھا۔ انکی صلاحیت اور دیانت کے لوگ معتقد ہوگئے تھے ان کے وعظ سے لوگ نفع پاتے تھے اور اہل سنت اس سے مدد حاصل کرتے تھے انکے احوال و افعال و کرامات سب کے سب جہانمیں مشہور ہو گئی تھی اس زمانہ کے مشائخین علما و زہاد کے نزدیک صاحب تعظیم سمجھے جاتے تھے۔ انکی مجلس میں ایک خلق کثیر توبہ کرتی تھی۔

احمد بن مطیع الباجرنی نے حکایت کی ہے کہ میں ایکدفعہ حضرت شیخ کی خدمت میں آیا حضرت نے مجکو جھڑک کر فرمایا اُٹھ کھڑا ہوا میں وہاں سے چلا پیچھے ان کے پاس سے ایک

شخص آیا میں پھر لوٹ آیا فرمایا میں نے تمکو زہد کے واسطے خبر کا پھر میں سوگیا تو میں نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں تم خیر کے سکھانے والے ہو زجر مت
کرو چنانچہ تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر جس چیز کا میں نے ارادہ کیا تھا وہ مجھکو پڑھا دی۔
ذہبی نے تاریخ اسلام میں کہا ہے ہمکو ابو بکر بن طرخان نے خبر دی کہ ان کو شیخ موفق نے
خبر دی کہتے ہیں کہ ہم نے انکو یعنی شیخ عبد القادر جیلانی کو پایا ہے ان کے آخر زمانے میں اور
ہم کو انہوں نے اپنے مدرسے میں ٹھیرایا ہے اور اکثر مرتبہ حضرت اپنے صاحبزادے یحیی کو
بھیجدیتے تھے جو چراغ ہمارے واسطے روشن کردیتے تھے اور اکثر مرتبے اپنے گھر سے کھانا بھجواتے
تھے ہم کو امام بنکر نماز پڑھاتے تھے میں حضرت کے پاس کتاب الخرقی اپنے حفظ سے پڑھتا
تھا اور حافظ عبد الغنی کتاب الہدایہ کتاب میں پڑھتے تھے اور ہمارے سوا اسوقت میں
حضرت سے اور کوئی کچھ نہ پڑھتا تھا۔ ہم حضرت کی خدمت میں ایک مہینا اور نو روز رہے
ہیں پھر جب حضرت کی وفات ہوگئی تو ہم نے آپ کے مدرسے میں آپ پر نماز پڑھی اور
میں نے کسی سے کسی کی اتنی کرامتیں نہیں سنیں جتنی حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی سنی
ہیں اور نہیں نے کسیکو دیکھا کہ دین کے باعث سے لوگ اسقدر تعظیم کرتے ہوں جتنی کہ شیخ
عبد القادر کی کرتے تھے اور ہم نے ان پر تھوڑے اجزا سنے ہیں، انتہی۔
یہ سند موفق تک بہت مضبوط ہے شطنوفی کا قول ہے کہ انھوں نے سنا ہے عمکو اور ابو بکر
محمد بن ابراہیم مقدسی سے جو بھائی ہیں حافظ عبد الغنی کے کہتے ہیں کہ حضرت نے پہلی مجلس وعظ
۵۲۱ھ میں منعقد کی تھی اور فتوی اور تدریس اور وعظ کیواسطے آپنے پورا اہتمام جب کیا تھا

کہ جب مدرسہ تمام ہوگیا تھا سنہ ۵۲۸ھ میں اور آپکے پاس لوگ نذر و نیاز لیکر آپ کی زیارۃ کو آتے تھے اور آپ کی روایت کی ہوئی حدیثیں بہت ہیں اور آپنے اصول (تصوف) اور فروع میں بہت کتابیں تصنیف کی ہیں آپ کا کلام اہل حقیقت کی زبان میں تھا، پھر عبداللہ بن ابی الحسن بجائی نے نقل کی ہے کہتے ہیں کہ شیخ کا ایک شاگرد تھا جسکو عمر حلاوی کہتے تھے وہ بغداد سے نکلکر غائب ہوگیا اور برسوں غائب رہا جب واپس آیا تو میں نے پوچھا کہاں غائب ہوگئے تھے کہا میں شام و مصر و مغرب کے شہروں میں تھا اور میرے گمان میں عجم کا بھی نام لیا کہ چکر اتا ہوا آرہا ہوں میں نے (اس سفر میں) تین سو ساٹھ مشائخین اولیاء اللہ سے ملاقات کی ہے ان میں ہر ایک یہی کہتا ہے کہ شیخ عبدالقادر ہمارے شیخ ہیں اور ہمارا طریق خداوند تعالی کی طرف ہے،

چھٹا باب

ان کے اہل عصر نے جو ان کے کرامات و خوارق نقل کئے ہیں ان کے بیان میں

حافظ ابن نجار محب الدین کہتے ہیں کہ میری طرف لکھا ابو محمد عبداللہ بن ابی الحسن علی الجبائی نے کہا کہ حضرت شیخ اخلاص ریا و عُجب میں کلام فرما رہے تھے اور میں اسوقت وہاں موجود تھا میرے دل میں خطرہ گذرا کہ عُجب سے خلاصی کیونکر ہو سکتی ہے حضرت شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا جب تو کُل چیزوں کو خدا کی طرف جانیگا اور یہ سمجھیگا کہ اسی نے تجکو نیک کام کی توفیق دی ہے اور تو اپنے نفس کو درمیان سے نکال دیگا عُجب سے

نچ جائے گا کہتے ہیں اور میرے والد نے لکھا اور فرمایا جب تو انقطاع کرنا چاہے تو انقطاع نہ کیجو جب تک کہ مشائخین کی صحبت میں رہ کر ادب حاصل کرے اور جب تجکو انکی صحبت سے ادب حاصل ہوجائے تو پھر تجھ میں انقطاع کی لیاقت ہوجائیگی اور اگر تو خدمت مشائخ سے پہلے انقطاع کریگا تو تو شش و پریشان کے ہوجائیگا جو کوئی مسئلہ یا حاجت مشکل تجھ کو پیش آئیگی اپنے گوشہ عزلت کو ایسا ہونا چاہیے جیسے شمع کہ اسکی روشنی سے مکان منور ہوجاتا ہے ۔ ابن نجار کہتے ہیں مجکو ابی النصیر بن مینی قاضی کے طریق سے پہنچا ہے وہ کہتے ہیں میں نے قصد کیا کہ میں حضرت شیخ عبد القادر کی خدمت میں حاضر ہوں اور ان سے یہ دعا کروں کہ اللہ تعالی مجکو ایک جماعت کے شر سے جو مجکو ایذا دیتی ہے محفوظ رکھے۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ میری ان سے باب جامع القصر میں ملاقات ہوئی تو میں نے چاہا کہ حضرت سے وہ معاملہ عرض کروں حضرت نے تبسم کیا اور فرمایا فَسَیَکْفِیکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ مجکو سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوئی کہتے ہیں میں نے انکے خط سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی جیلان کا رہنے والا شیخ کے مدرسے میں مقیم تھا۔ اور شیخ سے اس نے فقہ پڑھی تھی۔ کہتے ہیں کہ جب ظہر کی اذان ہوتی ہے تو لوگ حضرت پر قرأۃ کیواسطے دوڑتے تھے اور پہلے آنے والا اپنی کتاب حضرت کے سجادہ شریف کے پاس رکھدیتا تھا۔ اور سبق لینے لگتا تھا۔ جب ظہر کی نماز ہوجاتی تھی تو اسکے ساتھ پڑھا جاتا تھا کہتے ہیں ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں ظہر سے پہلے سو گیا تو مجکو نہانے کی ضرورت ہوگئی میں سوچنے لگا کیا کروں اگر نہانے کو جاتا ہوں تو سبق جاتا رہیگا آخر میں نے کتاب لے کر شیخ کے سجادہ کے پاس رکھدی پھر جب نماز پڑھ چکے

میں کتاب لیکر سبق کیواسطے بیٹھ گیا شیخ نے چیخ کر فرمایا اٹھ کھڑا ہو اور جا غسل کر میرے سامنے ناپاک حالت میں پڑھتا ہے۔ میں اٹھا اور جاکر غسل کیا۔

خضر بن عبداللہ بن یحییٰ موصلی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجکو خبر دی میرے باپ نے کہ ہم شیخ کے مدرسے میں تھے تو انکی خدمت میں مستنجد خلیفہ داخل ہوا اور حضرت کی خدامندی چاہی اور دس تھیلیاں جنکو دس آدمی اٹھائے ہوئے تھے حضرت کی نذر کیں آپنے لینے سے انکار کیا اور فرمایا میری ان سے کوئی ضرورت نہیں ہے بادشاہ نے بہت الحاح و اصرار کیا تب آپنے ایک تھیلی کو اپنے داہنے ہاتھ میں اور ایک بائیں ہاتھ میں اُن کو نچوڑا وہ دونوں خون ہو کر بہ گئیں پھر بادشاہ سے (مخاطب ہوکر) فرمایا اے ابوالمظفر تو خدا سے حیا نہیں کرتا لوگوں کے خون لیکر میرے سامنے لاتا ہے بادشاہ پر بیہوشی غالب ہوگئی پھر فرمایا اگر تمہاری حرمت اتصال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتی تو میں انکو خون بہتا ہوا چھوڑ دیتا کہ تمہارے گھر تک پہونچتا کہتے ہیں اور میں نے ایکدن اسکو یعنی مستنجد خلیفہ کو حضرت کی خدمت میں دیکھا حضرت سے کہتا ہے مجکو کچھ دکھائے فرمایا کیا چاہتے ہو کہا سیب کھلائیے۔ آپ نے ہوا میں اپنا ہاتھ دراز کیا اور دو سیب آپکے ہاتھ میں آگئے جس میں سے ایک آپنے اسکو دیدیا اور ایک کو تراشا اسمیں سے مشک کی خوشبو تمام جگہ پھیل گئی پھر مستنجد نے اپنے سیب کو تراشا اسمیں سے کیڑا نکلا عرض کیا یہ کیا ہے فرمایا یہ ظلم کے ہاتھ لگنے کا باعث ہے پھر وہ سارا کیڑوں سے بھر گیا۔

ابراہیم بن ابی عبداللہ الطبری کے طریق سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت شیخ کا

حال مشہور ہوگیا تو لوگ حضرت کی زیارت کا قصد کرکے شہروں سے آنے لگے چنانچہ
حضرت کی زیارت کو تین مشائخین گیلان سے حاضر ہوئے جب مدرسے میں داخل ہوئے
حضرت کو بیٹھا ہوا پایا آپ کے ہاتھ میں کتاب تھی اور ایک خادم سامنے کھڑا ہوا تھا
اور ابریق قبلے کی طرف سے پھرا ہوا رکھا تھا اُن میں سے ایک نے دوسرے کی
طرف بطور انکار کے دیکھا شیخ نے خادم کی طرف ایک نگاہ کی خادم مردہ ہوکر گر پڑا
کہتے ہیں اور ہم کو ابو البقاء عکرمی نے خبر دی کہ مجھ سے کہا یحیی بن بحاج الادیب نے
وہ کہتے ہیں کہ میں نے قصد کیا کہ میں گنوں کہ شیخ عبدالقادر کتنے شعر کہتے ہیں اور
کتنے آدمی حضرت کی مجلس وعظ میں توبہ کرتے ہیں پھر میں مجلس مبارک میں حاضر ہوا
اور میرے پاس ایک تاگا تھا جب آپ شعر پڑھتے تھے میں اس میں گرہ لگا دیتا تھا
اور میں سب کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں میں کھولتا ہوں
اور تم گرہ لگاتے ہو۔ کہتے ہیں اور مجکو ابو عبداللہ قائد نے عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر
سے خبر دی ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابی البرکات نہر ملکی سے سنا ہے کہتے تھے مجھسے
ایک شخص نے میرے دوستوں میں سے کہا کہ میں نے سنا کہ شیخ عبدالقادر پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے
پھر میں جمعہ کے روز حضرت کی مجلس میں حاضر ہوا حضرت نے میری جانب مونہ کرکے کہا
میرے پاس دنیا کی مٹھاس ہے اور نہ آخرت کا شہد ہے، اور میں نے عبدالملک
عبدالواحد سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے ابو محمد بن حیات نحوی سے کہتے تھے کہ
میں جوان تھا اور میں نحو پڑھتا تھا اور میں لوگوں کو حضرت عبدالقادر کی تعریف کرتے

ہوئے سنتا تھا اور لوگ حضرت کے کلام و مجلس وعظ کی تعریف کرتے تھے میں ارادہ
کرتا تھا کہ آپ کا بیان سنوں مگر مجکو وقت اتنی فرصت نہ دیتا تھا۔ پھر ایک روز
ایسا اتفاق ہوا کہ میں لوگوں کے ساتھ حضرت کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا آپنے
کلام شروع فرمایا مگر مجکو اچھا نہ معلوم ہوا اور نہ جیسا کہ چاہیے تھا میری سمجھ میں آیا میں نے
اپنے دل میں کہا آج کا دن تو میرا ضائع ہوگیا۔ شیخ نے میری طرف مونہ کرکے فرمایا۔
افسوس ہے تجھ پر تو نحو کو فضیلت دیتا ہے تیرا مددگار سیبویہ ہے۔ کہا اور کہا ہے
عمر بن حسن بن خلیل طیبی نے کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں
حاضر ہوا اور میرا قصد تھا کہ میں حضرت کے مونہ کیجانب بیٹھوں تو میں نے دیکھا کہ
آسمان سے ایک شے نور کی قندیل کی شکل اترتی ہے یہاں تک کہ وہ حضرت کے
مونہ کے قریب ہوگئی اور پھر اسی طرح الٹی پھر گئی۔ ایسے ہی تین مرتبہ ہوا۔ میں نے ارادہ
کیا کہ حضرت سے عرض کروں حضرت نے فرمایا المجالس بالامانۃ یعنی مجلسیں امانت
کیساتھ ہیں کہتے ہیں پھر میں چپ ہو رہا اور کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن احمد
ملاعب الفوارس نے اور وہ سچے تھے کہا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ جو حضرت
شیخ کی خدمت کا قصد کرتے تھے تا کہ وہ ان کے واسطے دعا کریں ایک مہم میں جو ان
کو درپیش تھی اور اسی جماعت میں ایک شخص بہت ہی خراب عادت رکھتا تھا ہمیشہ
ناپاک رہتا تھا جب حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی حاجت بیان کی آپنے
ان کے واسطے دعا کی ان میں سے ایک آگے بڑھا اور حضرت شیخ کے ہاتھ چومے

غرض اسی طرح سے ہر ایک نے کہا آخر میں جب وہ لڑکا آیا اور اس نے حضرت شیخ کے ہاتھ چومنے کا ارادہ کیا آپ نے اپنا ہاتھ آستین میں داخل کر لیا۔ اس نے اُس کو چوم لیا۔ پھر اور آدمی آیا آپ نے اسکو اپنا ہاتھ آستین سے نکال کر دیدیا۔ اور اسی طرح ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اپنی منزل میں داخل ہو گئے۔ ابی بکر عمری سے نقل ہے کہتے ہیں کہ میں اول مکہ شریف کے راستے میں حمالی یعنے بوجھ اٹھانے کی مزدوری کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص جیلان کے رہنے والے حج میں میرے ساتھ ہوئے اور پھر وہ راستہ میں بیمار ہو گئے پھر جب اُن کو موت معلوم ہونے لگی مجھ سے کہا یہ خرقہ ہے اس کے اندر دس دینار ہیں اور یہ چادر ہے تم شیخ عبد القادر کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ مجھ پر رحم کرو۔ پھر وہ شخص انتقال کر گئے مجکو طمع دامنگیر ہوئی۔ کیونکہ کسیکو خبر تو تھی نہیں۔ پھر ایک روز مجکو راستے میں آگے سے آتے ہوئے حضرت شیخ عبد القادر مل گئے میں نے ان سے سلام میں پیش دستی کی اور مصافحہ کیا انھوں نے میرے ہاتھ کو نہایت کو زور اور سختی سے پکڑا اور فرمایا دس دیناروں اور ایک چادر کے واسطے تو نے خدا کی خیانت کی اور اس عجمی کی امانت لی اور مجھ سے قطع کیا میں بیہوش ہو کر گر پڑا اور شیخ چلے گئے اور مجکو چھوڑ گئے پھر جب میں ہوش میں آیا۔ ان دیناروں اور چادر کو شیخ کی خدمت میں لے گیا۔

ابو الفتح احمد بن وزیر ابی المظفر یحییٰ بن ہبیرہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے شیخ

واوا وزیر سے اجازت لی حضرت شیخ کی خدمت میں جانے کی، انھوں نے اجازت دی اور کچھ اشرفیاں دیں اور حکم کیا کہ یہ حضرت کی خدمت میں پیش کر دینا اور آگے بڑھکر سلام کرنا کہتے ہیں میں حضرت کی مجلس میں حاضر ہوا۔ جب آپ وعظ فرما چکے اور منبر پر سے نیچے اترے میں نے سلام کیا اور وہ اشرفیاں اس مجمع میں نذر کرنے کو اچھا نہ سمجھا اور یہ خیال کرنے لگا کہ کسی کونے میں جاکر شیخ کو سلام کروں، اور یہ اشرفیاں نذر گزرانوں۔ شیخ نے میرے فکر سے پہلے ہی مجھ سے فرمایا لا کیا ہے تیرے پاس آدمیوں کا کچھ فکر مت کر تجکو کونے میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وزیر یحیی سے میرا سلام کہدینا۔ کہتے ہیں میں وہ اشرفیاں دے کر ایک مدہوشی کی حالت میں واپس چلا آیا۔

احمد بن مرغانی کہتے ہیں حضرت کے شاگردوں میں ایک شخص تھے جن کو لوگ بہت ہی کند ذہن اور کند طبیعت کہتے تھے بغیر مشقت سخت کے وہ کچھ نہ سمجھتے تھے چنانچہ ایک روز کوئی رئیس حضرت شیخ کی زیارت کو حاضر ہوئے اور وہ شخص اسوقت حضرت سے سبق پڑھ رہے تھے انھوں نے حضرت کے اُن کے پڑھانے پر صبر کرنے کو دیکھکر بہت تعجب کیا اور اس بات کو حضرت سے ذکر کیا آپ نے فرمایا ان کی عمر تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے اور میرا ان کے ساتھ مشقت کرنا ایک ہفتے سے کم ہے ان دنوں لوگ ان گننے شروع کیے یہاں تک کہ اس ہفتے کے آخری دن وہ شخص انتقال کر گئے اور وہ رئیس انپر نماز پڑھنے کے واسطے حاضر ہوئے

شرف بن محمد عیسے موفق الدین بن قدامہ کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ ہرائی سے سنا ہے کہتے تھے میں نے ابو بکر عماد سے سنا ہے کہتے تھے میں اصول دین میں کوئی کتاب پڑھتا تھا اسمیں مجکو کوئی شک واقع ہوا۔ میں نے کہا کہ حضرت شیخ عبد القادر کی مجلس میں چلنا چاہئے سنا گیا ہے کہ وہ دل کے اندر کی بات بتا دیتے ہیں چنانچہ میں ان کی مجلس میں اسوقت حاضر ہوا کہ وہ کلام فرما رہے تھے، فرمایا ہمارا اعتقاد وہی ہے جو سلف صالحین اور صحابہ کا تھا میں نے خیال کیا یہ کلام اتفاقاً شیخ سے سرزد ہوا ہے اور آپ کلام فرمانے لگے پھر میری یعنی جس طرف میں تھا ادہر موئھ کر کے وہی قول پھر فرمایا جو پہلے فرما چکے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ ایک مرتبہ اُدہر فرمایا ہے پھر آپ نے تیسری بار فرمایا اے ابو بکر اور وہی قول کہا پھر فرمایا اٹھ تیرا باپ آگیا ہے اور میرے باپ اسوقت میں مسافر تھے میں کھڑا ہو گیا اور گھر کو گیا دیکھا تو باپ سفر سے آگئے ہیں۔

حمال یحیی بن الصیرفی جلدی سے کہتے ہیں میں نے ابو البقار عکبری نحوی سے سنا ہے کہتے تھے میں حضرت شیخ عبد القادر کی خدمت میں حاضر ہوا اور لوگ حضرت کی خدمت میں الحان کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا شیخ اسکو کیوں نہیں منع کرتے شیخ نے فرمایا ایک شخص فقہ کے کتنے ہی باب پڑھتا ہے پس انکار کیا جاتا ہے میں نے کہا شاید حضرت نے میرے سوا کسی اور سے کہا ہو پھر آپ نے فرمایا تجھے خاص تجھ سے (یعنی وہ قول) میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے اس اعتراض سے توبہ کی

حضرت شیخ نے فرمایا میں نے تیری توبہ قبول کر لی شیخ عزیز الدین فاروقی کہتے ہیں۔
میں نے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے سنا ہے کہتے تھے میں نے علم کلام اور اصول
دین پڑہنے کا قصد کیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ شیخ عبد القادر سے مشورہ لیں۔
پھر میں ان کے پاس آیا تو مجھسے فرمایا کہ یہ قبر کی تیاری میں سے نہیں ہے۔ پھر
میں نے اس قصد کو چھوڑ دیا۔

حافظ محب الدین بن النجار کہتے ہیں میں نے شیخ صوفیہ شہاب الدین عمر بن محمد
السہروردی سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں فقہ اپنی دنیا میں حاصل کرتا تھا پھر میرے
دل میں خطرہ گذرا کہ کچھ علم کلام پڑہوں اور میں نے اسکا بغیر مشورہ کئے قصد مصمم
کر لیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے ایک روز اپنے چچا شیخ ابو النجیب کے ساتھ
نماز پڑہی پھر حضرت شیخ عبد القادر کی خدمت میں سلام کرنیکو آئے میرے چچا
نے ان سے میرے واسطے دعا کو کہا اور میرے فقہ پڑہنے کا ذکر کیا میں نے کھڑے
ہو کر حضرت کے ہاتھ چومے۔ حضرت نے میرے ہاتھ پکڑ کر فرمایا تو اپنے قصد سے توبہ
کر کیونکہ اس میں تجکو فلاحیت نہ ہوگی۔ پھر میرا ہاتھ چھوڑ دیا میں چپ ہو رہا اور میرا
وہ قصد نہ پلٹا۔ یہاں تک کہ میرے کل احوال اسیوقت سے مکدر ہو گئے میں
سمجھا کہ حضرت شیخ کی مخالفت کا باعث ہے۔

یوسف سبط جوزی کہتے ہیں مجھ سے میرے ماموں نے حکایت کی ہے کہ حضرت
شیخ اتوار کے روز مجلس فرماتے تھے میں اسی قصد سے بیٹھا کہ مجلس میں حاضر ہوں

پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مجکو نہانے کی ضرورت ہوگئی اور سردی کی رات تھی میں نے کہا میں مجلس کو فوت نہیں کرسکتا جب مجلس ختم ہوگئی میں نے جاکر غسل کیا اور مدرسے میں حاضر ہوا شیخ منبر پر بیٹھے تھے ایک ساعت کے بعد میرے اوپر نظر پڑی اور فرمایا اے دبیر تم ہماری مجلس میں ناپاک آتے ہو اور سردی کا بہانہ کرتے ہو، اور مجھ سے مظفر حرمی نے حکایت کی ہے جو ایک نیک آدمی تھے کہتے ہیں کہ میں شیخ کے مدرسے میں سوتا تھا تاکہ میں حضرت کی مجلس میں حاضر ہوں اور میں نے سخت گرمی ہونے کے باعث سے مدرسے کی چھت پر رات گذاری اور میں نے کہا اے میرے اللہ اور اے میرے سید اور مولیٰ اس وقت تو پانچ تر کھجوریں ہوتیں. کہتے ہیں شیخ عبدالقادر کا ایک چھوٹا دروازہ چھت پر تھا اسکو آپ نے کھولا اور پانچ تر کھجوریں اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے آئے اور مجکو آواز دی اے مظفر اور پہلے سے حضرت مجکو نہ جانتے تھے اے جو تو مانگتا تھا۔

یوسف نے مراۃ میں یہ بھی حکایت کی ہے کہ عبدالصمد بن ہمام فراخ دست اور بڑی ثروت والا شخص تھا اور حضرت شیخ عبدالقادر کا بڑا سخت منکر تھا بسبب اس کے کہ حضرت کی کرامتیں جو بہت بیان کی جاتی تھیں اور حضرت سے بالکل جدا رہتا تھا پھر حضرت کی خدمت کو اس نے سخت لازم کرلیا لوگوں کو اس سے بہت تعجب ہوا اور حضرت شیخ کی وفات کے بعد ان سے کسی نے اس معاملہ کا بھید دریافت کیا کہا میں پہلے جیسا تھا سب جانتے ہیں ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ میں شیخ کے مدرسے کے پاس سے

گر اتکبیر کی آواز آئی نماز پڑھنے کے واسطے اندر گیا اور خیال کیا کہ نماز پڑھتے ہی چلا
جاؤنگا۔ کیونکہ حاجت ضروری نے سخت ستا رکھا تھا پھر میں اُس احاطے میں کہ جس میں
حضرت وعظ کہتے تھے آیا اس مکان کو خالی پایا اور یہ خیال نہ رہا کہ آج مجلس کا دن
ہے میں نماز پڑھنے لگا اور لوگ آنے شروع ہو گئے اس قدر آئے کہ میں نکلنے سے عاجز
ہو گیا اور بیت الخلا کی ضرورت نے مجھکو سخت پریشان کیا اور شیخ منبر پر وعظ فرمانے
کو تشریف لے گئے میری حالت ایسی ہو گئی کہ قریب تھا کہ میں حدث کر دوں اور
لوگوں میں بدبو پھیل جائے اور میری فضیحت ہو اور شیخ کی طرف سے بغض میرے اندر
اور بڑھ گیا اور اس کے دفع کرنے میں مجھکو موت نظر آنے لگی اور سخت فکر میں میں مبتلا
ہو گیا اتنے میں شیخ منبر پر سے اترے اور میرے سر پر اپنی آستین رکھدی میں نے اپنے
نفس میں دیکھا کہ ایک سبز باغ ہے میدان میں پانی بھر رہا ہے نہایت تکلف کا مکان
ہے وہاں میں نے اپنی قضائے حاجت کی اور نماز کے واسطے وضو کیا اور دو
رکعتیں نفل کی پڑھیں پھر شیخ نے اپنی آستین اٹھالی میں نے دیکھا تو میں وہیں کا وہیں
مجلس میں موجود ہوں اور جو مجھکو ضرورت تھی وہ سب جاتی رہی اس واقعہ سے
مجھکو بے انتہا تعجب ہوا اور میں نے اپنے ہاتھ پاؤں پر وضو کا اثر موجود پایا اس سے
اور زیادہ تحیر ہوا اور عقل جاتی رہی جب مجلس ختم ہو گئی میں کھڑا ہوا دیکھا تو رومال جس
میں صندوق کی کنجیاں تھیں نہیں ہے جہاں میں بیٹھا تھا وہاں دیکھا نہ ملا پھر میں
اپنے گھر کو چلا آیا اور ایک کاریگر سے کنجیاں بنواکر صندوق کھول لیا اور ان دنوں میں

میرا قصد عراق عجم کے سفر کا تھا کیونکہ ایک مہم درپیش تھی جب میں بغداد سے تین دن کے راستہ پر پہنچا وہاں ایک نہایت سرسبز و شاداب میدان نظر آیا پانی جاری ہوئے وغیرہ موجود تھے بعض رفیقوں نے کہا یہاں اتر کر نماز پڑھنی چاہیئے اور کچھ کھا بھی لینا چاہیئے کیونکہ پھر ایسا میدان نہیں ملے گا میں وہاں اترا اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر اس جگہ کے خیال میں کہ جسکو میں پہلے دکھایا گیا تھا چلا اب جو دیکھا تو فی الواقع یہ وہی مقام ہے اور وہ میرا دمال اور اس میں کنجیاں موجود ہیں شیخ جراوہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت شیخ عبد القادر کے گھر میں تھا اور آپ اسوقت بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت میں سے کچھ مٹی گر پڑی آپنے اسکو پھونک سے اڑا دیا ایسے ہی تین مرتبہ ہوا چوتھی مرتبہ آپنے اوپر مونہ کر کے فرمایا تیرا سر اڑ جائے کہ اتنے میں چوہیا کا سر الگ اور تن الگ کٹ کر گر پڑا آپ یہ حال دیکھ کر روئے میں نے عرض کیا یا شیخ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے میرا دل رنجیدہ ہو اور اسکو مجھ سے وہی اذیت پہنچے جو اس چوہیا کو پہنچی شیخ عمر بن مسعود کہتے ہیں ایک روز حضرت شیخ وضو کر رہے تھے آپ پر ایک چڑیا نے بیٹ کر دی آپنے اسکی طرف سر اٹھا کر دیکھا وہ اڑ رہا تھا آپ کے دیکھتے ہی مر کر گر پڑا جب آپ وضو کر چکے اس بیٹ کی جگہ کو دھویا پھر اسکو اتار کر مجھے دیدیا اور حکم فرمایا کہ اسکو بیچکر صدقہ کر دو اور فرمایا یہ اسکا بدلہ ہے،

محمد بن خضیر حسنی کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہتے تھے کہ حضرت شیخ طرح طرح کے علوم و فنون میں کلام فرمایا کرتے تھے اور جب حضرت منبر پر تشریف لیجاتے تھے تو کوئی کلام نہ کر سکتا تھا اور نہ کوئی تھوکتا تھا اور نہ کھنکارتا تھا حضرت کی ہیبت کے

کے باعث سے اور جب آپ مجلس کے درمیان میں جلوہ افروز ہوتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ قال گیا اب حال آیا اس فرمانے سے لوگ بیقرار ہو کر سخت مضطرب ہو جاتے تھے محمد بن ابی الفتح تقدم الہروی کہتے ہیں میں ایک روز حضرت شیخ کی مجلس میں حاضر ہوا اور آپ کلام فرمانے میں مستغرق تھے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اگر خدا یہ چاہے کہ میرا کلام سننے کے واسطے ایک سبز جانور کو بھیجے تو البتہ بھیجدے حضرت نے ہنوز یہ کلام تمام نہ کیا تھا کہ تمام مجلس سبز جانوروں سے بھر گئی۔

ابن النجار کہتے ہیں مجکو محمد بن سعید شاہد نے عبد الوہاب بن شیخ عبد القادر سے خبر دی ہے کہتے ہیں کہ میں نے شیخ صالح ابا بکر بن علی بن ابی سعد سے سنا ہے کہتے تھے میں اور ایک جماعت حضرت شیخ عبد القادر کے سامنے بیٹھے تھے اور وہ قیلولہ میں تھے اور کچھ کلام نہ فرماتے تھے میں نے اپنے دل میں کہا آج میں شیخ کو دیکھتا ہوں کہ کچھ کلام نہیں فرماتے ہیں حضرت نے سر کو اٹھا کر خاص میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ میرا چپ رہنا تمہارے واسطے بات کرنا ہے۔ عبد الرحمن بن نجم حنبلی کہتے ہیں مجھ سے میرے ماموں ابو الحسن بن نجا الواعظ نے ذکر کیا کہ وہ ایک دن حضرت شیخ عبد القادر کے ساتھ جمع ہوئے کہتے ہیں پھر عید آگئی اور میں پہلے ہی عیدگاہ چلا گیا تھا پھر شیخ اور ان کے ساتھ ایک خلق کثیر تشریف لائی لوگ حضرت کے ہاتھ چومتے تھے آپ نے اول دو رکعتیں پڑھیں میں نے دل میں کہا یہ کیا؟ سنت تو یہ ہے کہ عید سے پہلے نفل نہ پڑھے۔ جب آپ نے سلام پھیرا میری طرف منہ کر کے فرمایا اسکا ایک سبب ہے

ساتواں باب

حضرت کے بلیغ کلام کے مختصر بیان میں

ابن نجار کہتے ہیں ابو عبداللہ بن ابی الحسن جبائی نے لکھا اور میں نے ان کے خط سے نقل کیا کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ عبدالقادر فرماتے تھے۔ خلقت تیرے نفس سے تیرا حجاب ہے اور تیرا نفس تیرے رب سے تیرا حجاب ہے۔ جب تک تو خلقت کو دیکھتا رہیگا اپنے نفس کو نہ دیکھ سکے گا اور جب تک تو اپنے نفس کو دیکھتا ہے گا اپنے رب کو نہ دیکھے گا۔ کہا اور فرماتے تھے دنیا اشتغال ہے اور آخرۃ اہوال ہے۔ اور بندہ کا درمیان ان دونوں کے سوائے جنت و دوزخ کے کوئی مستقر نہیں ہے۔ کہا اور میں نے ان کی کتاب میں پڑھا ہے کہ سنا میں نے اپنے شیخ عبدالقادر سے وہ اپنی بعض مجلسوں میں فرماتے تھے یہاں سوائے خلق اور خالق کے اور کچھ نہیں ہے اگر تو خالق کو اختیار کرتا ہے تو وہی کلمہ جو ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا فانہم عدو لی الا رب العلمین پھر اپنے پیر کو اپنی زمین پر ملا اور فرمایا جس نے اسکو چکھا ہے وہ جانتا ہے پھر ایک سائل سامنے آیا اور عرض کیا یا سیدی جسپر مرۃ صفرا غالب آجائے وہ کیسے مزہ چکھ سکتا ہے۔ فرمایا شہوات کی قے کرے اور ایک مجلس میں آپ نے فرمایا اول چیز جو قلب مومن پر طلوع ہوتی ہے وہ حکمت کا ستارہ ہے پھر علم کا چاند طلوع ہوتا ہے اور پھر معرفت کا آفتاب طلوع ہوتا ہے پھر حکمت کا ستارہ دنیا کی طرف دیکھتا ہے اور علم کا چاند آخرت کی طرف نظر کرتا ہے اور معرفت کا آفتاب مولی کی طرف نظر کرتا ہے:

آٹھواں باب

(حضرت کی وفات کے بیان میں)

ابن الجوزی نے کہا ہے وفات حضرت کی ہفتہ کے روز ربیع الآخر کی آٹھویں تاریخ ۵۶۱ سنہ ہجری میں واقع ہوئی اور اسی وقت مدرسے میں مدفون ہوئے عمر شریف آپ کی نوے ۹۰ سال کو پہنچی تھی اور میں نے سنا ہے کہ وہ اپنی موت کیوقت فرماتے تھے رفقا رفقا پھر فرمایا وعلیکم السلام میں تمہارے پاس آتا ہوں میں تمہارے پاس آتا ہوں کہا اور میں نے یحیٰی سے سنا ہے کہ حضرت اپنی موت کیوقت فرماتے تھے انا شیخ کبیر ما وعدنا بھذا ابن نجار نے اپنی سند سے یہاں تک بیان کیا ہے کہ وفات پائی حضرت نے دسویں ربیع الآخر ۵۶۱ سنہ ھ میں اور عمر شریف آپ کی نوے سال کی ہوئی۔ کہا اور اللہ ان پر اور ان کے بیٹے عبدالوہاب پر رحمت کرے۔

تمام شد

والحمد للہ رب العالمین وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصلے اللہ علے سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم۔

اشتہار۔ النسیم العاطر ترجمہ غبطۃ الناظر حسب منشائے قانون بستم ۱۸۴۷ء و ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۷ء رجسٹری کرالی گئی ہے کوئی صاحب بلا اجازت صریح تحریری مولوی غلام احمد خاں بریاں مالک مطبع مسلم پریس سکے جزو کل چھاپنے یا چھپوانیکے مجاز نہیں ہیں۔

المعلن غلام مصطفے خاں خلف الصدق مولوی غلام احمد خانصاحب بریاں مالک مسلم پریس دہلی۔

مقتدائے جن وانس ابوالنجیب محمد عبدالقاہر سہروردی
رضی اللہ عنہ کی تصنیفات نفیسہ سے ہے۔ یہ کتاب نہایت
ہی تحقیق کیساتھ حضرات صوفیہ کے اعتقادات تصوف
اور فقر کا فرق۔ عبادات و معاملات کے احکام۔
صوفیوں کے آداب۔ تصوف میں مشائخ کے اقوال
اہل تصوف کے مذہبی احکام۔ صوفیوں کے اخلاق
و عادات۔ مقامات صوفیہ کا حال دلوں کے معاملات
اور ان کے حالات جو حضرات صوفیہ نے بیان کئے
ہیں۔ اختلاف مسالک اصفیا کا تذکرہ۔ صوفیہ
کے اقوال دربارہ فضیلت علم۔ صوفیوں کے
آداب گفتگو۔ حالت ابتدائی کے آداب۔ نفس کی
رعایتوں کا ذکر۔ آداب صحبت ہمنشینی۔ مریدوں
کے واسطے آداب صحبت۔ مسافروں کے ساتھ صحبت
کے آداب۔ جہلا کے ساتھ صحبت کا طریقہ۔ جورو بچوں
کے ساتھ صحبت کے آداب۔ مردوں کے ساتھ
صحبت کے آداب۔ عزیز و اقارب۔ امرا و سلاطین
کے ساتھ صحبت کا طریقہ۔ آنکھ۔ کان۔ دل اور پیٹ
وغیرہ کے آداب۔ صوفیوں کے آداب سفر۔
آداب لباس، کہانے اور سونے کے آداب۔ آداب
سماع۔ آداب نکاح۔ آداب سوال۔ آداب مرض
آداب موت۔ آفت و بلا میں پڑنے اور چھٹنے
کے بعد کے آداب۔ ان آداب کا بیان جو شرعی
رخصتوں اور اجازتوں میں برتے جاتے ہیں۔
وغیرہ وغیرہ کو شرح و بسط سے لکھا ہے فی الواقع
دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے اس کتاب مستطاب

ستطاب کی زیادہ تعریف فضول ہے۔ حضرت
شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ
علیہ کا علم و تجربہ خود اس کا سچا گواہ ہے۔
آپ کے مریدوں میں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی
شیخ روزبہان مصری اور شیخ عمار یاسر رضی اللہ
عنہم اس پایہ کے بزرگ ہوئے ہیں کہ تمام عالم
ان کی خداشناسی قربت الٰہی، علم و کمال سے
واقف ہے۔ بہت بڑی تلاش و جستجو سے یہ کتاب
ہم پہنچا کر اردو ترجمہ کر کے نفع عام برادران دینی
کے واسطے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ہر وقت پاس
رکھنے اور اس پر کاربند ہونے کے قابل ہے
قیمت صرف ایک روپیہ عہ
سیر الاولیا اردو یہ کتاب حضرت سلطان المشائخ
نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہ کے حالات ہیں
نہایت جامع مستند و معتبر ہے چھ سو صفحات سے زیادہ
کا حجم رکھتی ہے پہلے سو صفحات میں حضرات خواجگان چشت
کی سوانحعمری ہے پھر دو سو صفحات میں حضرت محبوب الٰہی رض
اور انکے خلفا و دیگر اولیاء کرام رحمہم اللہ کے مفصل حالات ہیں
آخری تین سو صفحہ میں تصوف کے باریک اور ضروری نکات ہیں
جو حضرت محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ نے مریدان سالکان راہ سلوک
کے واسطے تلقین فرمائے تھے مصنف اس کتاب کے حضرت خواجہ
امیر خورد ہیں فی الواقع یہ کتاب علم تصوف و سیر میں بہت ہی بڑے
پایہ کی قابل دید و لائق استفادہ ہے عمدہ کاغذ پر صحیح و خوشخط
زیر طبع ہے۔ قیمت فی جلد چار روپیہ آٹھ آنہ ؏

اخبار الاخیار اردو - یہ کتاب بزبان فارسی حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کی تالیف ہے نہایت مستند اور معتبر کتاب ہے جو آخر زمانہ میں تصنیف ہوئی اسمیں شیخ موصوف نے اپنے عہد تک ہندوستان کے تمام اولیاء کرام نساء عارفات اور مجاذیب کے حالات بہت ہی تحقیق کے ساتھ تحریر کئے ہیں اور ہر مقبول خدا کے حال میں انکی تصانیف ارشادات اور مکاتیب وغیرہ کا خلاصہ بھی لکھا ہے جس سے یہ کتاب علاوہ علم سیر کی مستند کتاب ہونے کے علم تصوف کا مخزن ہوگئی ہے۔ حجم معقول۔ قیمت ۲/

عشرہ کاملہ اردو - اصل میں بزبان عربی حضرت شیخ المشائخ فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے جسکو آپ نے فن تصوف کا عشرہ میں تالیف فرمایا تھا یہ کتاب علم التصوف کا اصل اصول اور جمیع ارکان کا متن ہے۔ لائق استفادہ (آٹھ آنہ) قیمت ۸/

تذکرۃ المعین اردو حضرت ہند الولی خواجہ بزرگ حبیب اللہ خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح عمری ہے اسمیں خواجہ حسین خنگ سوار تاراگڈہ والوں ذکر اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ۱۳۶ اولیاء کرام رحمہم اللہ کے حالات ہیں اور آخر کتاب میں خواجہ صاحب کی شان میں نامی گرامی شاعروں کی منقبتیہ غزلیں ہیں۔ قیمت ۱/

سراج المجالس ترجمہ خیر المجالس ملفوظ مبارک حضرت فرد الحقیقت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حضرت محبوب رب العالمین سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلوی رضی اللہ عنہ جمع فرمودہ جناب حمید شاعر قلندر رح اس بے بہا کتاب کی وابستگان سلسلہ چشتیہ کو ایک عرصے سے تلاش تھی۔ الحمد للہ بڑی سعی بلیغ سے تلاش کر کے سلیس با محاورہ اردو ترجمہ صحیح کیا ہے۔ قیمت ۸/

جامع السعادات اردو نثر ترجمہ کتاب منبہات ابن حجرؒ مشہور و معروف کتاب ہے اس کتاب میں متعدد فصول ہیں اور ہر فصل میں خدا، رسول، صحابہ، اولیاء، حکماء وغیرہ وغیرہ کی دس دس نصائح ہیں۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۴/

گلدستہ گلشن فقیری - اس کتاب میں ہر چہار خاندان - قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور مشہور چودہ خانوادے اور اولیاء سلسلہ متفرق روئے زمین کے اسماء گرامی مع تاریخ وفات جائے پیدائش و مزار و وطن بقید سلسلہ بہت تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں مولف کی محنت قابل دید ہے۔ کاغذ رنگین۔

قیمت چھ آنہ ۶/

عذر و معذرت بدرگاہ رب العزت اسرار الٰہیہ دعائیہ مناجات ہیں۔ قیمت /